رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

اِنَّہٗ اٰوِی الْقَرْیَۃ

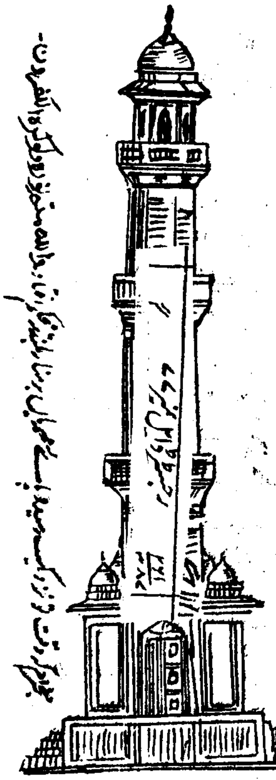
الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہ دارِ قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ (۱) عوام سے ۵ر - (۲) خواص و معاونین سے ۱۰ (۳) ہندوستان سے باہر سے ۶ (۴) غیر مذہب والوں سے ۴ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۲

نمبر ۳۵ | قادیاں دار الاماں مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۰ شعبان ۱۳۲۳ھ | جلد ۹



فہرست مضامین

تازہ الہامات و کشوف

یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء - کسی شخص نے ہمارے ہاتھ پر سونف رکھدی ہے۔

۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء - دیکھا ایک مکان ہے اس کے چڑھنے کے لئے ایک زینہ لگا ہوا ہے جو لوہے کا ہے اور تختے پاؤں رکھنے کے بھی ہیں اوپر ایک دروازہ ہے۔ میں اس زینہ پر چڑھتا ہوں۔ مگر چڑھ نہیں سکتا اتنے میں اوپر سے کسی نے دروازہ بند کر دیا اور کہا کہ دوسرے راستہ سے آؤ۔ ایسا معلوم ہوا ہے کہ یہ راستہ تو نزدیک ہے اور فوراً پہونچ سکتے ہیں مگر دوسرا راستہ دور ہے کوئی دو تین سو گز کا فاصلہ ہے پس ہم اُس دوسرے راستہ سے جانے لگے تو دیکھا کہ میں ایک مضبوط گھوڑے پر سوار ہوں اور آگے آگے ایک خدمتگار ہے جس کا نام غفار ہے اور ایک اور سوار بھی ساتھ ہے جو آگے آگے چلتا ہے میں غفار کو کہتا ہوں کہ آگے مت نکل ہمارے ساتھ ساتھ چل۔ تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔

۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء - رما گو سفند ان عالیجناب

۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء - بوقت صبح پیش از نماز فجر میں نے دیکھا کہ میں گورداسپور سے آیا ہوں۔ اور ایک مضبوط گوٹ (گھوڑا) گلے رنگ پر سوار ہوں۔ گھوڑے پر ہی نماز پڑھی ہے اور اور سجدہ بھی کیا ہے مجھے خیال آیا کہ جب میں گورداسپور گیا تھا تو اپنے بھائی غلام قادر کو سخت بیمار چھوڑ گیا تھا۔ اور ان کے بچنے کی امید نہ تھی معلوم نہیں اس کا اب کیا حال ہے۔ گھر کے پاس کوچہ میں میراں بخش حجام ملا۔ وہ بڑی خوش خوش باتیں کرتا تھا۔ اس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اب تندرست ہوں گے۔

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء - بوقت صبح پیش از نماز فجر ایک عورت قریباً تیس برس عمر فوت ہوگئی (چنانچہ اس روز تابی ملازمہ حضرت اقدس کی پوتی جو عمر تیس سال تھی - بچہ جننے کے بعد بعارضہ گزاز (یعنی ٹٹ نس) فوت ہوگئی)

۱۰ اکتوبر - خواب میں دیکھا کہ کسی جگہ ہوں اور رفع حاجت کے لئے ایک جگہ صاف کرانی چاہتا ہوں بہت سے آدمی بیٹھے ہوئے ہیں میں نے شادیخاں کو بلانا چاہا یہ خیال ہے کہ اتنے آدمیوں میں اسے کسطرح شناخت کروں۔ اس پر میں نے آواز دی تو شادیخاں کھڑا ہوگیا۔ اس کے ساتھ الہام ہوا۔ اذ کففت عن بنی اسرائیل یعنے جب میں نے بنی اسرائیل کو دشمنوں کے شر سے بچالیا۔

یاد رفتگان

اپنے دینی بھائیوں اور دوستوں کی خدمت میں ایک درخواست

آپ میں سے اکثر صاحبان کو یاد ہوگا کہ عرصہ چار پانچ سال کا ہوا ہے کہ میں نے اپنے عزیز بھائی مرزا ایوب بیگ مرحوم کی سوانح شایع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر کچھ اپنی سستی کی وجہ سے اور کچھ قلت فرصت سے میں اس کار خیر سے عہدہ برآ نہیں ہوسکا۔ آجکل میں تین ماہ کی رخصت پر دار الاماں میں مقیم ہوں۔ اور میرا ارادہ ہے کہ اس مبارک بھائی کی سیرت کو اس رخصت کے ایام میں تکمیل تک پہونچاؤں۔ اب قریب ۴۸ صفحہ کے یہ کتاب چھپ چکی ہے۔ اس لئے میں سب صاحبان کی خدمت میں اطلاع دیتا ہوں۔ جو ایوب بیگ مرحوم سے اخلاص رکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس نیکی یا دگار میں حصہ لینا چاہیں تو ان کے لئے اب موقع ہے۔ اس لئے پندرہ بیس روز تک مجھے مفصلہ ذیل امور میں سے جس کے متعلق ان کا علم اس مرحوم کی نسبت ہو اطلاع دیں۔

(۱) سوانح میں قابل درج علمی یا دینی اور اخلاقی حالات (۲) مرحوم کے خطوط جو کسی دوست یا بھائی کے نام ہوں جنمیں کوئی امر قابل اندراج ہو (۳) مرحوم کے خواب یا مرحوم کے متعلق خواب جو کسی کو یاد ہو (۴) جو اصحاب مرحوم کے متعلق اس کے حالات اخلاص و دینی محبت کے متعلق کوئی نظم ارسال کریں گے وہ بھی انشاء اللہ درج کیجائیگی۔

نوٹ - جن احباب نے پہلے مرحوم کے متعلق خاکسار کو خطوط تعزیت اور اس کے دیگر حالات کے متعلق خطوط بھیجے تھے وہ محفوظ ہیں۔ موقع پر درج کئے جائیں گے نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالے مجھے اس کار خیر کی اتمام کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار

مرزا یعقوب بیگ اسسٹنٹ سرجن۔

قادیاں

اطلاع - ڈاکخانہ گورداسپور کے پوسٹ ماسٹر صاحب کے متعلق اکثر شکایات بغرض اندراج پہونچی ہیں جنپر ہم اگلی اشاعت میں انشاء اللہ نوٹس لونگا - ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللّٰھم صلّ علیٰ محمد و اٰل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و اٰل ابراھیم انک حمید مجید

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اسکے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ ۔ مجھے امید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں مگر ساتھ اسکے میرے دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے ورد تبرّہ اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اسلیے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہدی ہو جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں ۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کے رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اُس میں موجود نہ تھے مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال اُنکے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اُس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقوےٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اُسکی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں ۔ لیکن بد نصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دنیا کی محبت نے اُسکو اندھا کر دیا تھا ۔ مگر **حسین** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ **طاہر مطہر تھا** اور بلاشبہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جنکو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ **سرداران بہشت** میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اُس سے موجب **سلب ایمان** ہے اور اُس **امام** کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے **اسوۂ حسنہ** ہے اور ہم اُس **معصوم** کی ہدایت کے **اقتدا** کرنیوالے ہیں جو اُسکو ملی تھی ۔ **تباہ** ہو گیا وہ دل جو اُسکا **دشمن** ہے اور **کامیاب** ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُسکی **محبت** ظاہر کرتا ہے اور اُسکے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش ۔ **یہ لوگ** دنیا کی آنکھوں سے **پوشیدہ** ہیں ۔ کون جانتا ہے اُن کی قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہے ۔ دنیا کی آنکھ اُن کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت **دور** ہیں یہی **وجہ حسین** کی شہادت کی تھی کیونکہ **وہ شناخت نہیں کیا گیا** ۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُسکے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی ۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جاوے ۔ اور جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو **آئمہ مطہرین** میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اُسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اُس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اُس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اسکے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ **مجھے جانتے** کہ میں کس کی **طرف** سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجّال اور مفتری خیال کرتے ہیں ۔ **میں نے** جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ **میں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا** ۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں ۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجّال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں **خدا کی وحی** کی طرف اُنکو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہو گا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ **محبوب** اور **دشمن** دو دیکساں نہیں ہوا کرتے ۔ سو اے عزیزو ۔ صبر کرو کہ آخر وہ امر مخفی ہے کھُل جاوے گا ۔ خدا جانتا ہے کہ میں **اُسکی طرف سے ہوں** اور وقت پر آیا ہوں ۔ مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں میں اُنکا کیا علاج کر سکتا ہوں ۔ **خدا میری نسبت** اشارہ کرکے **فرماتا ہے کہ** " دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا ۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا " ۔ پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈال کر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے ۔ **نرمی** کرو اور **دعا** میں لگے رہو اور سچی **توبہ** کو اپنا شفیع ٹھہراؤ ۔ اور زمین پر **آہستگی** سے چلو ۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے ۔ اگر تم نے اُسکی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمھارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمھیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کریگا کیونکہ تمھاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے ۔ اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمھاری کچھ حاجت ہے اگر تم اُسکے حکموں پر نہیں چلو گے ۔ اگر تم اُس کی حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمھیں ہلاک کرے گا ۔ اور ایک اور قوم تمھارے عوض لے گا جو اُسکے حکموں پر چلے گی ۔ اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ میں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یہ تو مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ اُنپر ظاہر کرنا ہے بلکہ **میرے آنے کی** اصل غرض یہ ہے کہ تا **مسلمان** خالص **توحید** پر قائم ہو جائیں اور اُنکو **خدا** تعالیٰ سے **تعلق** پیدا ہو جاوے اور اُن کی **نمازیں** اور عبادتیں **ذوق** اور **احسان** سے ظاہر ہوں اور ان کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جاوے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور اُن میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اٹھائے گئے سو میں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کا منشا ہے بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو اُنکو اُسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا کہ آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دنیا میں دوبارہ آنیوالے تھے جیسا کہ آگئے صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سُنَّۃُ اللّٰہ ہے اُنکا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا میں بروزی طور پر آیا تھا پس سوچنا چاہیئے کہ اس قلیل اختلاف کی جڑ سے جو ضرور رہنا چاہیئے تھا اسقدر شور مچانا کسقدر تقویٰ سے دور ہے آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے **حَکَم** بنکر آیا ضرور تھا جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اُس قوم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا ورنہ اُسکا حکم کہلانا باطل ہو گا ۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ میں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہکر کہ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ اس اعلان کو ختم کرتا ہوں وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء

متفرق باتیں

بنک کے سود کے متعلق

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں بنک کے سود کے متعلق اعلیٰ حضرت کی ایک تقریر شائع کی گئی ہے ہر چند وہ کافی طور سے اس امر پر روشنی ڈالتی ہے کہ یہ سود اضطراری حالت میں محض اشاعت اسلام کے لیے جائز ہے یہ مطلب نہیں کہ اس ہی سود کے عام جواز کا فتویٰ حاصل کیا جاوے ۔ لیکن مزید اطلاع کی خاطر خود حضرت اقدس کے وہ الفاظ بھی درج کرنے ضروری معلوم ہوتے ہیں جو اسکے عام ہونیکو روکتے ہیں ۔ وہ یہ ہیں ۔

ایک دوست نے عرض کی کہ اگر اسطرح سے ایک خاص امر کے واسطے سود کے روپیہ کا لی کی اجازت دیگئی ہو تو لوگو ں میں اسکا رواج وسیع ہو کر عام قباحتیں پیدا ہو جائینگی

فرمایا کہ بیجا عذر تراشنے کیواسطے تو بڑے حیلے ہیں ۔ بعض شریر لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ کے یہ معنے کر دیتے ہیں کہ نماز نہ پڑھو ۔ ہمارا منشا ہرگز یہ ہے کہ اضطراری حالت میں جب خنزیر کھانیکی اجازت نفسانی ضرورتوں کے واسطے جائز ہے تو اسلام کی ہمدردی کے واسطے اگر انسان دین کو ہلاکت سے بچانیکے واسطے سود کے روپیہ کو خرچ کرے تو کیا قباحت ہے ، یہ اجازت مختص المقام اور مختص الزمان ہے ۔ یہ نہیں کہ ہمیشہ کیواسطے اسپر عمل کیا جاوے ۔ جب اسلام کی نازک حالت نہ رہے تو پھر اس ضرورت کیواسطے بھی سود لینا ایسا ہی حرام ہے ۔ کیونکہ دراصل سود کا عام حکم تو حرمت ہی ہے ۔

گذارش بحضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

منارہ جہ ذیل نظم مولوی علی احمد صاحب حقانی کلانوری نے جوش محبت اور حسن ارادت سے لکھی ہے جو اپنی سادگی اور عمدگی مضمون سے قابل قدر ہے افسوس ہے ہماری جماعت میں اکثر لوگ نظم لکھتے ہیں لیکن وہ اس خدا داد ملکہ سے کام نہیں لیتے ۔ نظم انسان کو خطرناک دلپسند ہوتی ہے اور وہ موثر ہوتی ہے اگر سلسلہ عالیہ کی سچائی کے دلائل نظم میں لکھے جاویں تو بہت مفید ہو سکتے ہیں ۔ ایڈیٹر ۔

اے سایۂ رحمت خدائی ۔ اے نور ظہور مصطفائی
مقبول جناب کبریائی ۔ محبوب حضور مجتبائی
اے زینت مسند خلافت ۔ اے زیور تخت اولیائی
صدیوں رہے انتظار میں ہم ۔ تب قرن سعید تیری پائی
دنیا کا چمن اجڑ چلا تھا ۔ یہ لوٹ خزاں نے تھی مچائی
کملائے تھے پھول ۔ زرد پتے ۔ پودوں پہ نحوست اک تھی چھائی
بگڑی تھی ہوا کبھی نہ باقی ۔ بلبل اور گل میں آشنائی
گل تھے کہ نگاہ میں تھے کھٹکتے ۔ کانٹوں پہ تھی شان کبریائی
ہر سمت مچا ہوا تھا اندھیر ۔ اک شور تھا دے رہا سنائی
عصمت رہتی نہ تھی ڈھانپ کر منہ ۔ اور صدق تھا دے رہا دہائی
توحید کا خون ہو رہا تھا ۔ بیزار خدا سے تھی خدائی
قبضے میں ہوئے نفس کے عقل ۔ مفقود تو تھی رسائی
دنیائے دنی کو عشق نے ڈالا ۔ تھی پاؤں تری سر نگائی
اس حال کو ہم پہنچ چکے تھے ۔ ناگاہ تری سواری آئی
آنا ترا دہ بہار لایا
دنیا کی پلٹ گئی ہے کایا

بیٹھی ہی زمین نہ آسمان پر ۔ ظلمت ہوئی ظلم کا نشان ہے
ایک جان سی پڑ گئی زمین پر ۔ پھولا پھولا کچھ آسمان ہے
جاگے جاگے نصیب اپنے ۔ پر بخت ہمارا مہربان ہے
اندھے جو نہ دیکھیں تو نہ دیکھیں ۔ جو رنگ جما ہوا عیان ہے
آنکھوں والے تو دیکھتے ہیں ۔ عیسے خلق کے درمیان ہے
بولے شمس و قمر کہ ثمن ہے ۔ بولی یہ زمین کہ یان یہان ہے

اے وقت پر اپنے آنیوالے ۔ اے سچے نشان دکھانیوالے
اے پیر طریقت محمد ۔ پیرون کو جوان بنانیوالے
اے سلسلۂ مماثلت کی ۔ کامل صورت دکھانیوالے
اے عشق محمدی کی مے کے ۔ پینے والے پلانیوالے
اے جذبۂ شوق احمدی میں ۔ ہستی اپنی مٹانے والے
اللہ کے دئے سے کچھ ہمیں بھی ۔ دلوا دو او خزانیوالے
ہان ایک نگاہ لطف ادھر بھی ۔ او خاک کو زر بنانیوالے
قربانی کو ہیں اٹھائے پھرتے ۔ ہم مردہ ہیں ... بنانیوالے
احسان رہے گا یہ ذرا ... ۔ اے ... نو دلانیوالے
حقانی کو تم سے ہے رجوع ذرا ۔ اور روح قدس کے لانیوالے
توفیق عمل خدا سے لے دے
اے ہم کو دعا سکھانے والے

تصویر والے کارڈوں کی ممانعت

بمبئی کے ایک سوداگر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر والے کارڈ چھپوائے تھے اور ان کا اشتہار الحکم میں بھی شائع کر دیا گیا جو ایک معمولی اشتہار سمجھ کر شائع ہوتا رہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میری نیت اس اشتہار کی اشاعت سے کیا تھی؟ میرا ذاتی خیال یہ تھا کہ یہ بھی تبلیغ کا ایک ذریعہ ہوگا لیکن یہ مرض تصویر بازی کا کچھ ایسا ترقی کرنے لگا کہ حضرۃ حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصیت کے ساتھ اسپر توجہ کرنی پڑی اور پرزور الفاظ میں اس کی **حرمت** اور **ممانعت** کا فتویٰ دیا اور اس طرح پر اس باب البدعۃ کو کھلتے ہی بند کر دیا ۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مختصر طور پر یہ اعلان دے دیا گیا تھا آج تفصیل کے ساتھ حضرت اقدس کی تقریر کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے ۔

آج کے بعد یقین کیا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر کا کارڈ استعمال نہ کیا جاویگا ۔

ایڈیٹر

ذکر آیا کہ ایک شخص نے حضور کی تصویر والے کارڈ پر چھپوائی ہے تاکہ لوگ ان کارڈوں کو خرید کر خط و غیرہ میں استعمال کریں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔ میرے نزدیک یہ درست نہیں بدعت پھیلانے کا یہ پہلا قدم ہے ۔ ہم نے جو تصویر فوٹو لینے کی اجازت دی تھی وہ اسواسطے تھی کہ یورپ امریکہ کے لوگ جو ہم سے بہت دور ہیں اور فوٹو سے قیافہ شناسی کا علم رکھتے ہیں ۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں ۔ ان کے لئے ایک روحانی فائدہ کا موجب ہو ۔ کیونکہ جیسا تصویر کی ... بعض اوقات مجتہد لگا رکھے ہیں کہ کوئی فائدہ ... سے ہے اور نقصان نہیں تو وہ حسب ضرورت اسکو استعمال کر سکتا ہے خاص اس یورپ کی ضرورت کے واسطے اجازت دی گئی ۔ چنانچہ بعض خطوط یورپ ۔ امریکہ سے آئے جن میں لکھا تھا کہ تصویر کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بالکل وہی مسیح ہے ایسا ہی امراض کی تشخیص کے واسطے بعض وقت تصویر سے بہت مدد مل سکتی ہے ۔ شریعت میں ہر ایک امر جو ما ینفع الناس کے نیچے آئے اس کو دیر پا رکھا جاتا ہے لیکن یہ جو کارڈوں پر تصویریں بنتی ہیں ان کو خریدنا نہیں چاہیئے **بت پرستی کی جڑ تصویر ہے** ۔ جب انسان کسی کا معتقد ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ تعظیم تصویر کی بھی کرتا ہے ۔ ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے اور ان سے دور رہنا چاہیئے ۔ ایسا نہ ہو ۔ کہ **ہماری جماعت پر سر نکالتے ہی آفت پڑ جائے** ۔ میں نے اس ممانعت کو کتاب میں درج کر دیا ہے جو زیر طبع ہے ۔ جو لوگ جماعت کے اندر ایسا کام کرتے ہیں ان پر ہم سخت ناراض ہیں اور خدا ناراض ہے ۔ ہاں اگر کسی طریق سے کسی انسان کی روح کو فائدہ ہو تو وہ طریق مستثنیٰ ہے ۔

(ایک کارڈ تصویر والا دکھایا گیا) دیکھکر فرمایا یہ بالکل ناجائز ہے ایک شخص نے اس قسم کے کارڈوں کا ایک بنڈل لا کر دکھایا ۔ کہ میں نے یہ تاجرانہ طور پر فروخت کے واسطے خرید کئے تھے اب کیا کروں فرمایا ان کو جلا دو ۔ اور تلف کر دو اس میں **اہانت دین اور اہانت شرع ہے** نہ ان کو گھر میں رکھو اس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اس سے آخر کو بت پرستی پیدا ہوتی ہے ۔ اس تصویر کی جگہ پر اگر تبلیغ کا کوئی فقرہ ہوتا تو خوب ہوتا ۔ یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔

کلمات طیبات امام الزمان علیہ الرحمان

۲۰ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل ظہر ۔ جیسا اثر دعا میں ہے ویسا اور کسی شئے میں نہیں ہے مگر دعا کے واسطے پورا جوش معمولی باتوں میں پیدا نہیں ہوتا ۔ بلکہ معمولی باتوں میں تو بعض دفعہ دعا کرنا گستاخی معلوم ہوتی ہے اور طبیعت صبر کیطرف راغب رہتی ہے ۔ ہاں مشکلات کے وقت دعا سے ... پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے ۔ تب کوئی خارق عادت ظاہر ہوتا ہے ۔

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھا ۔ بادشاہ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا ۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا ۔ حکم دیا ۔ کہ واپس آکر میں تم کو ضرور پھانسی دوں گا ۔ اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی ۔ جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا ۔ تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی ۔ کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے ۔ اس نے جواب دیا ۔ **ہنوز دہلی دور است** ۔ جب بادشاہ ایک دو منزل پر آگیا ۔ تو انہوں نے پھر عرض کی ۔ مگر اس نے ہمیشہ یہی جواب دیا ۔ کہ ہنوز دہلی دور است ۔ یہاں تک کہ بادشاہ عین شہر کے قریب آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا تب لوگوں نے اس بزرگ کی خدمت میں عرض کی ۔ کہ اب تو بادشاہ شہر میں داخل ہونے لگا ہے ۔ یا داخل ہو گیا ہے ۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا ۔ کہ ہنوز دہلی دور است ۔ اسی اثناء میں خبر آئی ۔ کہ جب بادشاہ دروازہ شہر کے نیچے پہنچا ۔ تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہو گیا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بزرگ کو کچھ من جانب اللہ معلوم ہو چکا تھا ۔

ایسا ہی شیخ نظام الدین کا ذکر ہے ۔ کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر ہوا ۔ اور حکم ہوا ۔ کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی ۔ جب وہ دن آیا ۔ تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوتے تھے ۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رو دیا اور اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا ۔ اور پوچھا ۔ کہ تو کیوں روتا ہے ۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا ۔ اور کہا کہ آج سزا کا دن ہے شیخ نے کہا ۔ کہ تم غم مت کھاؤ ۔ ہم کو کوئی سزا نہیں ہوگی میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے ۔ کہ ایک مار کنہ گائے مجھے مارنے کے واسطے آئی ہے ۔ میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر اسکو نیچے گرا دیا ہے ۔ چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا ۔ اور ایسا سخت بیمار ہوا ۔ اور اسی بیماری میں مر گیا ۔ یہ تصرفات الہی ہیں ۔ جو انسان کی سمجھ میں پہلے نہیں آسکتے ۔ جب وقت آجاتا ہے ۔ تو کوئی نہ کوئی تقریب پیدا ہو جاتی ہے ۔ سب دل خدا کے ہاتھ میں ہیں ۔ وہ جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے ۔ خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیئے ۔ اس کے اذن کے بغیر تو کوئی ...

۲۴ اکتوبر قبل دوپہر

آج اتفاق سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں میان چراغدین ساکن جمون کا ذکر اس تقریب پر شروع ہوگیا کہ اسکی ایک کتاب منارۃ المسیح حال میں شایع کی ہے۔ غالباً چراغدین کے نام سے ناظرین الحکم کے کان آشنا ہونگے مگر انہیں تفصیلی طور پر اسکے متعلق کوئی علم نہیں تھا مجھے اسکے متعلق زیادہ انفرمیشن دینے کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں البتہ ہقدر بیان کرنا ضروری ہے کہ یہ وہی چراغدین ہے جسکا ذکر خود اعلےٰ حضرت حجتہ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے **دافع البلاء** کے صفحہ ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲۔ مین فرمایا ہے۔ جس مین سے بعض ضروری فقرات کا یہان درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہہ ہین۔

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعوےٰ کرکے اور اسبات کا اظہار کرکے کہ مین فرقہ احمدیہ مین سے ہون جو بیعت کرچکا ہون طاعون کے بارے مین شاید ایک یا دو اشتہار شایع کئے ہین اور مین نے سرسری طور پر کچھہ حصہ اون کا سنا تہا۔ اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہین گیا تہا اس لئے مین نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے مین کچھہ مضائقہ نہین مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے مین تھے اس کو مین کثرت لوگون اور دوسرے خیالات کیوجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دیگئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہؤا۔ کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلہ اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتون سے بھرا ہؤا ہے چنانچہ اس مین لکھا ہے کہ مین رسول ہون اور رسول بھی اولو العزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیون اور مسلمانون مین **صلح** کرادے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کردے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہہ دعوےٰ نہین کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابون کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور نجات ... اکمل اتم ... بیشک تہا ... ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ ... انجیل اور بیعد قرآن شریف کے مقابل یہ کچھہ نہین اور ناقص اور محرف اور مبدل ہین اور تمام بہلائی قرآن مین ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ مین یہ الہام موجود ہے۔ قل انما

انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد والخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطھرون۔

دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ یعنے اون کو کہدے کہ مین تمہارے جیسا ایک آدمی ہون مجھہ پر یہہ وحی ہوتی ہے۔ کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہین اور تمام بہلائی قرآن مین ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہین۔ پس ہم قرآن کو چھوڑکر اور کس کتاب کو تلاش کرین اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھہ لین۔ خدا نے ہمین تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کلام ہے پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہین وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہین۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ مین خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ مین پاؤگے اور وہ یہہ ہے۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا لہ بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہین ہوگا اور وہ کبھی تجھہ سے راضی نہین ہونگے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلون کے حامی ہین) اور پھر فرمایا کہ ان لوگون نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیان تراش رکھی ہین اور نہین جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے... پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہین یہ اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیون نے شور مچا رکھا تہا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو مین اوس کا ثانی پیدا کردونگا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنے احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے   کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھہ ہون انبیا مگر بخدا   سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہمنے پھل کھایا   میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو   اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہہ باتین شاعرانہ نہین بلکہ واقعی ہین اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھہ نہ ہو تو مین جھوٹا ہون۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لئے مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمایش کے دن ہونگے اور کہہ کہ خدایا پاک زمین مین مجھے جگہ دے یہہ ایک روحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ ابتک مین سمجھتا ہون اس کے معنے یہ ہین کہ انجام کار زمین مین تبدیلی پیدا ہوجائیگی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اٹھے گی۔

اب سوچ لو کہ ہم مین اور عیسائیون مین کسقدر بعد المشرقین ہے۔ جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہین اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہین۔ صلح تو اس حالت مین ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھہ کچھہ چھوڑنا چاہین لیکن جس حالت مین ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کرین۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہین ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہوجائیگا اور زمین کے کل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرینگے تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیون سے مذہبی رنگ مین کچھہ بھی ملاپ نہین۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگون کو یہی ہے **قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون**۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات موُنہہ پر لاوے کہ مین مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہون تا ان دونون مذہبون کا مصالحہ کردون **لعنۃ اللہ علی الکافرین**۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالےٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوین کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ مین رسول اللہ ہون یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی سے یہ نہین سمجھتا کہ گویا پہلے زمانون مین بعض رسولون کی تائید مین اور رسول بھی ان کے زمانہ مین ہوئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھہ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہین اور جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہین تہا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہین کسی کو دعویٰ نہین پہونچتا کہ وہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے۔

اور ہمارا آنا صرف دو فرشتون کے ساتھہ نہین بلکہ ہزارون فرشتون کے ساتھہ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہین جو سالہائے دراز سے میری نصرت مین مشغول ہین اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک انکی نصرت ثابت ہوچکی ہے مگر چراغدین نے کونسی نصرت کی اوس کا تو وجود اور عدم وجود برابر ہے۔ قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدایش لی ہے اور مین اوس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہین کرسکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت مین رہا اور مین نہین جانتا کہ وہ کس بات مین مجھے مدد دینا چاہتا ہے کیا عربی نویسی کے نشان مین یا معارف قرآنی کے بیان مین میرا مددگار ہوگا یا اون مباحث دقیقہ مین میری اعانت کرے گا

. . . .

. . . .

جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ مین عیسائیون اور دوسرے فرقون سے پیش آتے ہین؟ مین تو جانتا ہون کہ وہ ان تمام کوچون سے محروم ہے اور **نفس امارہ** کی غلطی نے اس کو خودنمائی پر آمادہ کیا ہے۔

لطیفہ

چراغدین کی نسبت مین یہ مضمون لکھہ رہا تہا کہ تھوڑی سی غنودگی ہوکر مجھکو خدا عزوجل کی طرف سے یہ الہام ہوا **نزل بہ جبیز** یعنے اسپر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رویا سمجھہ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہین جس مین کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق مین سے اتر سکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہین جس کی طبیعت مین کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو

اس کتاب پر غور کرنے سے اس کی حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ شخص برائے نام اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ مگر اعلیٰ حضرت کی فیض صحبت سے اسے کبھی حصہ نہ ملا۔ اور ہمیشہ وہ اپنے بیہودہ خیالات کیوجہ سے **معتوب** رہا۔ اب اسنے مناقب المسیح نام کتاب شائع کی جس میں اسلام کی سخت ہتک کی گئی ہے اس کتاب کے تذکرہ پر اعلیٰ حضرت نے **فرمایا**

کہ وہ اسلام کا سخت مخالف ہے ہر امر میں اسنے حضرت مسیح کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فضیلت دی ہے پھر یہ بھی کہتا ہے کہ اسلام اور عیسائیت میں میں صلح کرانے آیا ہوں یہہ کیسی عجیب بات ہے اسلام اور عیسائیت میں آسمان زمین کا فرق ہے اور وہ صلح کراتا ہے مجھے اس کتاب میں بہت گالیاں دی ہیں۔

مسیح کی قبر **واقعہ کشمیر** کا ذکر تہا۔ اسکے متعلق جو کچھہ فرمایا اسکا خلاصہ یہہ ہے

کہ **بہت** سے شواہد اور دلائل سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ یہہ مسیح علیہ السلام ہی کی قبر ہے اور یہاں نہ صرف ان کی قبر ہی ہے بلکہ میں یقین رکہتا ہوں کہ انکے بعض دوستوں کی قبریں بہی یہیں ہیں۔

اوّل **یوزآسف** کا نام ہی اسپر دلالت کرتا ہے اسکے علاوہ چونکہ وہ اپنے وطن میں باغی ٹہیرائے گئے تہے اس لئے اس گورنمنٹ کے تحت حکومت میں کسی جگہ رہ نہ سکتے تہے پس اللہ تعالےٰ نے انپر رحم کر کے پسند کیا کہ شام جیسا سرد ملک ہی ان کے لئے تجویز کیا جہاں وہ ہجرت کر کے گئے۔ اور یہودیوں کی دس تباہ شدہ قومیں جنکا پتہ نہیں ملتا تہا وہ بہی چونکہ یہاں ہی آباد تہیں اسلئے اس فرض تبلیغ کو ادا کرنے کے لئے بہی یہاں ان کا آنا ضروری تہا۔ اور پہر یہاں کے دیہات اور دوسری چیزوں کے نام بہی بلاد شام کے بعض دیہات وغیرہ سے ملتے جلتے ہیں (اس موقع پر مفتی محمد صادق صاحب نے عرض کی کہ حضور کا شیر کا لفظ خود موجود ہے۔ یہہ لفظ اصل میں کا شیر ہے ہم تو ہم لوگ ملا لیتے ہیں اصلی کشمیری کا شیر بولتے ہیں اور وہ کاشر کہلاتے ہیں اور آشیر عبرانی زبان میں ملک شام کا نام ہے اور ک بمعنی مانند ہے یعنی شیر کی مانند۔ ایڈیٹر)

پہر اور بہت سے نام ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ سب نام جمع کرو تاکہ ان کا حوالہ کسی جگہ دیا جاوے۔ اسی سلسلہ کلام میں فرمایا۔ کہ **اکمال الدین** جو پرانی کتاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ انیس سو برس کا ایک نبی ہے پہر کشمیریوں کے رسم و رواج وغیرہ یہودیوں سے ملتے ہیں **برنیر** فرانسیسی سیاح نے بہی انکو بنی اسرائیل ہی لکھا ہے۔ اس کے سوا وہ **تہوما** حواری کا ہندوستان میں آنا ثابت ہے

(اس مقام پر مفتی صاحب نے عرض کی کہ میںنے ایک کتاب میں پڑہا ہے کہ جب حضرت مریم بیمار ہوئیں تو اونہوں نے **تہوما** کی جو اسوقت ہندوستان میں تہا ملنا چاہا۔ چنانچہ ان کے تابوت کو ہندوستان میں پہونچایا گیا اور وہ تہوما سے ملکر بہت خوش ہوئیں اور اسکو برکت دی اور پہر تہوما نے اسکا جنازہ پڑہا۔ اس ذکر پر کہا گیا کہ کیا تعجب ہے اگر فی الحقیقت یہہ ایک ذریعہ اختیار کیا گیا ہو بیٹے کے پاس آنے کا اسکے متعلق مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ ایڈیٹر۔)

مندرجہ بالا سلسلہ کلام میں آپ نے فرمایا کہ ہم جب مسیح کی موت کے لئے آیت **فلما توفیتنی** پیش کرتے ہیں تو اسپر اعتراض ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اگر واقعہ صلیب کے بعد کشمیر چلے آئے تہے تو پہر ان کو بجائے فلما توفیتنی کے یہ کہنا چاہئے تہا کہ جب تو نے مجھے کشمیر پہنچا دیا۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ

یہہ اعتراض ایک سفسطہ ہے یہ سچ ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور موقع پا کر وہ وہاں سے کشمیر کو چلے آئے۔ لیکن اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مخالفوں کا حال تو پوچہا نہیں وہ تو ان کی اپنی امت کا حال پوچہتا ہے۔ مخالف تو بدستور **کافر کذاب** تہے۔

دوسرے یہاں مسیح علیہ السلام نے اپنے جواب میں یہ بہی فرمایا ہے **مادمت فیہم** میں جب تک انہیں تہا یہہ نہیں کہا **مادمت فی ارضہم** **مادمت فیہم** کا لفظ تقاضا کرتا ہے کہ جہاں مسیح جائیں وہاں ان کے حواری بہی جائیں یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا تعالےٰ کا ایک مامور و مرسل ایک سخت حادثہ موت سے بچایا جاوے اور پہر وہ خدا تعالےٰ کے اذن سے ہجرت کرے اور اس کے پیرو اور حواری اسے بالکل تنہا چہوڑ دیں اور اس کا پیچہا نہ کریں؟ نہیں بلکہ وہ بہی انکے پاس یہاں آئے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ یکدفعہ ہی سارے نہ آئے ہوں بلکہ متفرق طور پر آگئے ہوں۔ چنانچہ تہوما کا تو ہندوستان میں آنا ثابت ہی ہے اور خود عیسائیوں نے مان لیا ہے۔

اس قسم کی ہجرت کے لئے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی نظیر موجود ہے حالانکہ مکہ میں آپ کے وفادار اور جان نثار خدام موجود تہے لیکن جب آپ نے ہجرت کی تو صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتہہ لے لیا۔ مگر اس کے بعد جب آپ مدینے پہونچ گئے تو دوسرے اصحاب بہی یکے بعد دیگرے وہیں جا پہونچے۔ لکہا ہے کہ جب آپ ہجرت کر کے نکلے اور غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے تو دشمن بہی تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہونچے۔ انکی آہٹ پا کر حضرت ابوبکر رض گہبرائے تو اللہ تعالےٰ نے وحی کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لا تحزن ان اللہ معنا**۔ کہتے ہیں کہ وہ نیچے اتر کر اسکو دیکہنے ہی گئے مگر خدا کی قدرت ہے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن دیا تہا۔ اسے دیکہکر ایک نے کہا کہ یہہ جالا تو (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بہی پہلے کا ہے۔ اس لئے وہ واپس چلے آئے۔ یہی وجہ ہے جو اکثر اکابر عنکبوت سے نسبت کرتے آئے ہیں۔

غرض

جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایک گروہ کثیر کے اسوقت تہوڑا ہی کو ساتہہ لینا پسند کیا اسیطرح پر حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے صرف تہوما کو ساتہہ لے لیا اور چلے آئے۔ پس جب حواری ان کے ساتہہ تہے تو پہر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

دوسرا سوال اسپر یہہ کرتے ہیں کہ جب کہ وہ ۸۷ سال تک زندہ رہے تو ان کی قوم نے ترقی کیوں نہ کی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ اس کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں ترقی کی ہوگی لیکن حوادث روزگار نے ہلاک کر دیا ہوگا۔ کشمیر میں اکثر زلزلے اور سیلاب آتے رہتے ہیں۔ مدت دراز کے بعد قوم بگڑ گئی۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ایک قوم تہی۔

آوینٰہما الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ وہ شام ہی میں تہا میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے قرآن شریف خود اس کے مخالف ہے اسلئے کہ آوی کا لفظ تو اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں ایک مصیبت کے بعد نجات ملے اور پناہ دی جاوے۔ یہہ بات اس رومی سلطنت میں رہ کر انہیں کب حاصل ہو سکتی تہی؟ وہ تو وہاں رہ سکتے ہی نہ تہے۔ اسلئے لازمی طور پر انہوں نے ہجرت کی۔

فرمایا۔ زندگی اعتبار کے لائق نہیں ہے مختلف امراض اور خصوصاً طاعون نے ویسے ہی خوف پیدا کر دیا ہے۔

۲۳ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل عصر

حضرت **مخدوم الملتہ** کی بیماری کا تذکرہ تہا۔ ایک بزرگ نے باتوں ہی باتوں میں حکایتاً عن الغیر ذکر کیا کہ بعض مسمریزم کے عامل توجہ سے مرض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر بدل دینے کے دعوے کرتے ہیں۔

اسپر **فرمایا**

یہہ کچھہ چیز نہیں میری طبیعت اس سے سخت نفرت کرتی ہے اصل طریق **دعا** ہے اس سے بہتر اور کوئی راہ نہیں ہے۔ میں تو اس کے سوا دوسرے طریقوں کو (مسمریزم وغیرہ مراد ہیں ایڈیٹر) ایسا سمجہتا ہوں جیسے قے کے ساتہہ کسی بیماری کا علاج کیا جاوے۔ پس کون پسند کرتا ہے کہ قے کے ساتہہ علاج ہو۔ سچا اور خدا شناسی کا جو طریق ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا وہ یہی **دعا** ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قبل دوپہر

(مخدوم الملتہ کی بیماری کے تذکرہ پر مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اگر انسان کا وجود اللہ تعالےٰ کے بغیر ہوتا تو کچھہ شک نہیں بڑی مصیبت ہوتی مگر اب تو ذرہ ذرہ کی حفاظت وہ ایک ذات کر رہی ہے۔ پہر کس بات کا غم اور خوف ہے۔ اسکی قدرتیں عجیب ہیں اور اس کے تصرفات بے نظیر۔ قادر خدا کو مان کر مومن کبہی غمگین نہیں ہوتا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھہ کرتا ہے اسی میں خیر و برکت ہوتی ہے۔ مومن اور غیر مومن میں **ایمان** ہی کا تو فرق ہے۔ دہریہ مزاج اور اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے والے کی زندگی اسوقت تک عمدہ اور بے خوف و خطر ہوتی ہے۔ جب تک اسپر مصائب اور مشکلات کا حملہ نہیں ہوتا

. . . .

لیکن جب خفیف سے مشکلات بہی آ کر ظاہر ہوتی ہیں

ذرا سی کی عقل مارد یتے ہیں اور وہ ان کی برداشت نہیں کرسکتا۔ اس کی امید اللہ تعالےٰ پر ہوتی ہی نہیں اور اسباب اسے مایوس کردیتے ہیں ایسی حالت میں ذرا ذرا سی بات خلاف مزاج پیش آجاتی ہے بعض اوقات یہ لوگ خودکشیاں کرلیتے ہیں + یورپ میں جہاں دہریوں کی کثرت ہے وہاں اس قدر خودکشیاں ہوتی ہیں کہ کسی اور ملک میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ وہ ہم وغم اور مصائب کی برداشت نہیں کرسکتے ان کے دل کمزور ہوجاتے ہیں لیکن برخلاف اس کے مومن قوی دل ہوتا ہے اسلئے کہ اس کا بھروسہ خدا تعالےٰ پر ہوتا ہے + اسپر اگر مصائب آئیں تو وہ اسکو پست ہمت نہیں بناتیں بلکہ وہ مصائب میں اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے اس کا ایمان پہلے سے اور زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھو تو ایمان کا مزا اور لذت انہیں دنوں میں آتی ہے اور ایمان انہیں ایام کے لئے ہوتا ہے۔ صحت کی حالت میں جبکہ نہ کوئی مالی غم ہو نہ جانی بلکہ ہر قسم کی آسائش اور امن ہو اسوقت کافر اور غیر کافر کی حالت یکساں ہوسکتی ہے لیکن مصیبت اور بیماری اور دوسرے مشکلات میں ان باتوں کا امتحان ہوجاتا ہے۔ اور ثابت ہوجاتا ہے کہ کون اللہ تعالےٰ سے قوی تعلق رکھتا ہے اور اسکی قدرتوں پر ایمان لاتا ہے اور کون اسکا شکوہ کرتا اور اس سے ناراض ہوتا ہے۔ مصیبت اور دکھ ایمان کا ایک کامل معیار ہے اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ کون صبر کرتا ہے؟ صبر کیا ہے یہ بھی ایمان ہی کا نتیجہ ہے۔ مصیبتوں میں جب مومن صبر کرتا ہے تو یہ صبر بھی ایک نئے رنگ کا صبر معلوم ہوتا ہے کہ کافر اس صبر میں مشابہت نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ خدا تعالےٰ کا معاملہ بھی ایک نئے رنگ کا معاملہ ہوتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ایک **نیا خدا** معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ اسپر ایمان لاکر معرفت میں ترقی ہوتی ہے جب مشکلات اور مصائب کیوجہ سے مومن **دعائیں کرتا** ہے تو دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ **مصائب** بجائے خود اسکے گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہیں دوسرے ان دعاؤں کے ذریعہ ان سے نجات بھی ملتی ہے اور اللہ تعالےٰ پر اور اسکی قدرتوں پر ایمان بڑھتا ہے۔ مصیبت سے انسان کی زندگی کبھی خالی نہیں رہ سکتی کسی نہ کسی رنگ میں کوئی نہ کوئی مصیبت انسان پر آہی جاتی ہے خواہ **بیماری** کے رنگ میں ہو خواہ عزت و آبرو کے متعلق ہو۔ یا مال و اسباب کی صورت میں ہو۔ لیکن مومن کی مصیبت اسپر سہل ہوجاتی ہے اور اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے وہ اس مصیبت کو اپنے لئے خدا تعالےٰ سے تعلقات بڑھانے کا ایک ذریعہ یقین کرتا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوتا ہے مگر وہی مصیبت بے ایمانوں کے لئے **عذاب** کے رنگ میں ہوجاتی ہے۔ کبھی دوسرے کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ وہ تو ایک عبرت کا مقام ہے خود بھی اسکے لئے طیار رہنا چاہئے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ مصیبت کے زخم کے لئے کوئی **مرہم ایسا تسکین دہ** اور آرام بخش نہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ پر **بھروسہ** کرنا ہے جو شخص اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کرتا ہے وہ سخت سے سخت مشکلات اور مصائب میں بھی اندر ہی اندر **تسلی اور اطمینان** پاتا ہے۔ وہ اپنے قلب میں تلخی اور عذاب کو محسوس نہیں کرتا۔ نہایت کار اس مصیبت کا انجام یہ ہوسکتا ہے کہ اگر **تقدیر مبرم** ہے تو **موت** آجاوے لیکن اس سے کیا ہوا؟ دنیا کوئی ایسی جگہ تو ہے ہی نہیں جہاں کوئی ہمیشہ رہ سکے آخر ایک دن اور وقت سب پر آتا ہے کہ اس دنیا کو چھوڑنا پڑیگا + پھر اگر اسے موت آگئی تو ہرج کیا ہوا؟ مومن کے لئے تو یہ **موت** اور بھی راحت رسان اور وصال یار کا ذریعہ ہوجاتی ہے۔ اسلئے کہ وہ اللہ تعالےٰ پر **کامل ایمان** اور اس کی قدرتوں پر بھروسہ کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اگلا جہان اسکے لئے ابدی **راحت** کا ہے پس نری مصیبت خواہ بیماری کی ہو یا کسی اور قسم کی تکلیف یا عذاب کا موجب نہیں ہوسکتی بلکہ وہ مصیبت دکھ دینے والا عذاب ٹھہرتی ہے جس میں اللہ تعالےٰ پر **ایمان اور بھروسہ** نہو ایسے شخص کو البتہ سخت عذاب ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی یہ خیال کرے کہ موت ہی نہ آوے تو یہ خیال خام ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا کو ناپائیدار قرار دیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے دوسرے جہان میں سخت دردناک جہنم ہوگا جسکے لئے اسے طیار رہنا چاہئے **موت** ضرور آنے والی ہے اس سے کسی کو چارہ نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ اس پیالہ کے پینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ خدا تعالےٰ کے تمام برگزیدہ بندوں اور انبیاء و رسل کو بھی اس راہ سے گذرنا پڑا تو اور کون ہے جو بچ جاوے حکیم اور فلاسفر جو سمجھدار دل ہوتے ہیں انکو بھی یہ بات سوجھ گئی ہے اور انہوں نے اعتراف کیا بلکہ موت کو ضروری سمجھا ہے۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین تو ربع **مسکون** ہے اور اس میں بھی بہت ہی تھوڑا حصہ آباد ہے اگر وہ تمام لوگ جو ابتدائے آفرینش سے پیدا ہوئے ہو اب تک زندہ رہتے تو ان کے رہنے کو کوئی جگہ اور مقام نہ ملتا یہانتک کہ وہ کھڑے بھی نہو سکتے۔ پس اسقدر کثرت خود چاہتی ہے کہ **موت** تاکہ پہلے چلے جاویں تو دوسروں کے لئے جگہ ہو۔ **موت** کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے کہ مرکر انسان بالکل گم ہوجاتا ہے نہیں بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک کوٹھڑی سے نکل کر انسان دوسری کوٹھڑی میں چلا جاتا ہے۔ اسکی حقیقت کسی قدر خواب سے سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ خواب بھی گویا ہمشیرہ موت ہے۔ خواب* میں بھی ایک قسم کا قبض **روح** ہی ہوتا ہے۔ دوسروں کے خیال میں جو سونے والے کے پاس بیٹھے ہیں وہ بالکل بے خبری اور محویت کے عالم میں ہے لیکن خواب دیکھنے والا معاً دوسرے عالم میں ہوتا ہے اور وہ سیاحت کررہا ہوتا ہے۔ اب بظاہر اسکے حواس اور قویٰ سب معطل ہوتے ہیں لیکن سونے والا اور خواب دیکھنے والا خوب جانتا ہے کہ اس کے حواس اور قویٰ سب کام میں لگے ہوتے ہیں۔ اسی طرح پر **مرنے والا** موت کے بعد اپنے آپ کو معاً دوسرے عالم میں دیکھتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ جب موت آتی ہے تو وہ شخص جس نے اپنی عمر عزیز کو دنیا کے حصول میں ہی ضایع کردیا اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا نہیں کیا تھا۔ وہ چونکہ ابھی اپنے بہت سے کاموں کو ناتمام اور ادہورا پاتا ہے اسلئے اسپر **حسرت** اور افسوس کا استیلا ہوجاتا ہے اور وہ موت اسے تلخ گھونٹ معلوم ہوتی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسان دل بستگی پیدا نکرے اور اپنے اوقات کو ضایع نکرے ہر لحظہ کو غنیمت سمجھ کر اور یہ یقین کرکے کہ شاید ابھی موت آجاوے مرنے کے واسطے طیار رہنا چاہئے۔ جب اس طیاری کی فکر دامنگیر رہے گی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ انسان اپنے تعلقات کو بڑھائیگا اور اس دوسرے جہان میں آرام پانے کا خیال کریگا۔ یہ خوب یاد رکھو کہ دنیا آخرۃ کی **کھیتی** ہے جیسے زمیندار اپنی فصل کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کے دکھ اور تکالیف اٹھاتا ہے اسیطرح پر مومن کو اس کی حفاظت کے لئے کرنا چاہئے تاکہ دوسرے جہان میں آرام پاوے اگر اپنے پر وائی کریگا اور وقت کی قدر نہیں کرے گا تو پھر اسکو اسوقت سخت افسوس اور حسرت ہوگی جب اس جہان سے رخصت ہوکر دوسرے عالم میں جانا پڑیگا۔ اور وہاں اس کے لئے بجز دکھ اور درد کے اور کیا ہوگا۔ اس دنیا میں وہ اس دنیا کے ہم وغم میں مبتلا رہا اور اس عالم میں اس ہم وغم کے نتائج میں۔

حاشیہ*۔ خواب کے متعلق غالباً خواب کی فلاسفی کا بیان کردینا غیر ضروری نہوگا بلکہ میری رائے میں ہوگا۔ اس کا اندراج از بس ضروری ہے۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ یہ فلاسفی خود اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی ہے اور وہ آجکل نہیں بلکہ ۱۰ مارچ ۱۸۸۳ء کی جسکو آج بائیس برس اور قریباً سات مہینے ہوگئے ہیں۔ الحکم کے **ایڈیٹر** کو اس امر پر خاص ناز ہے کہ وہ اعلےٰ حضرت کی پرانی سے پرانی تحریروں کے جمع کرنے کا از بس شایق ہے اور خدا کا فضل ہے کہ وہ اکثر ایسے نایاب موتیوں کو پالیتا ہے + آج ان باتوں کے قدر دان شاید بہت نہوں لیکن ایک زمانہ آئیگا کہ **آب زر** سے انکو لکھ کر رکھیں گے اور پھر بھی انکی قدر و قیمت کے شایاں نہ کہیں گے + بہرحال یہ مضمون بہت ہی لطیف ہے یاد رہے **مندرجہ ذیل** مکتوب میں حضرت اقدس نے **خواب کی فلاسفی** (حقیقت الرویا) بیان فرمائی ہے **علم الرویا** پر غیروں نے کمال تحقیق اور تدقیق سے فلسفیانہ مباحث کئے ہیں اور بڑی ضخیم کتابیں اس علم میں آجتک موجود ہیں جن میں خواب کی اصلیت۔ اقسام اور علم تعبیر کی خوب چھان بین کی ہے اس امر پر بحث کرنے کے لئے میں کافی وقت اور گنجائش نہیں پاتا کہ یہ بیان کروں کہ خواب کیا چیز ہے؟ اردو زبان میں کوئی ایسی مبسوط اور مستند کتاب اس مضمون پر نہیں لکھی گئی اور اصل تو یوں ہے کہ کوئی بدون تجربہ صحیح ذاتیہ کے لکھ کیونکر سکتا ہے جب تک کوئی حالت انسان پر خود نہ گذرے وہ جو کچھ اوس کی نسبت بیان کریگا وہ قیاسی اور سماعی باتیں ہونگی۔ بہرحال یہ امر تو مسلم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الرویا جزء من ستۃ واربعین جزءً من النبوۃ کہ رویا صالحہ اجزائے نبوات میں سے چھیالیسواں جزو ہے حضور کے اس ارشاد سے اتنا پتا ملتا ہے کہ خواب صالحہ عموماً واقعات آیندہ کی ایک تصویر یا عکس ہوتی ہے۔ کیونکہ نبوت کے معنے خبر دینے کے ہیں اور اس کا اطلاق عموماً واقعات آئندہ کی خبر پر ہوتا ہے۔ اور جزو رسالت نہ فرمانے میں یہ سر معلوم ہوتا ہے کہ رویا **صالحہ** کے لئے رسول ہونا لازم اور ضروری نہیں یعنی کبھی کبھار ایسے اشخاص بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں جو مامور من اللہ اور مکلم باللہ نہیں ہوتے حدیث میں آیا ہے کہ سچے خواب اوسی شخص کے ہوتے ہیں جو بیداری میں سچ بولنے کا عادی ہو۔ جو لوگ **تزکیہ نفس** اور

بقیہ

جو شخص اس عالم کے ہم و غم میں مبتلا ہو رہا ہے اور دوسرے عالم کا اسے کوئی فکر ہی نہیں اگر اسے یکدفعہ ہی پیغام موت آجاوے تو خیال کرو اسکا کیا حال ہوگا۔؟

موت تو ایک بازیگاہ ہے ہمیشہ ناگاہ آتی ہے اور جسے آتی ہے وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں قبل از وقت جاتا ہوں ایسا خیال اسے کیوں پیدا ہوتا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ چونکہ خیالات اور طرف لگے ہوئے تھے اور وہ اس کے لئے طیار نہ تھا۔ اگر طیاری ہو تو قبل از وقت نہ سمجھے بلکہ ہر وقت اسے قریب اور دروازہ پر یقین کرے۔ اسلئے تمام راستبازوں نے یہی تعلیم دی ہے کہ انسان ہر وقت اپنا محاسبہ کرتا رہے اور آزماتا رہے کہ اگر اسوقت موت آجاوے تو کیا وہ طیار ہے یا نہیں؟ حافظ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

چو کار عمر نا پیدا است بارے آں اولیٰ
کہ روز واقعہ پیش نگار خود باشیم

انکا مطلب یہی ہے کہ ہر وقت طیار و مستعد رہنا چاہئیے۔ اور کسی وقت بھی اس طیاری سے بے فکر اور غافل نہ رہنا چاہئیے ورنہ عذاب ہوگا۔ یہ بالکل صاف بات ہے کہ جو شخص ہر وقت سفر کی طیاری میں ہے اور کمر بستہ بیٹھا ہے اگر یکایک اسے سفر کرنا پڑے تو اسے کوئی تکلیف اور گھبراہٹ نہ ہوگی لیکن اگر اس نے کبھی یہ خیال بھی نہیں کیا تو ھوا ایسے موقع پر سخت گھبراہٹ کا سامنا ہوگا۔ ایک شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

ولم یتفق حتی مضی بہ سبیلہ
وکم حسرات فی بطون المقابر

یعنے اس وقت تک اس امر سے اتفاق نہ کیا یہاں تک کہ کوچ کرنا پڑا تب اقرار کیا کہ بہت ساری حسرتیں قبروں میں دفن کی گئی ہیں۔

مگر یہ بات اللہ تعالیٰ کے فضل بغیر میسر نہیں ہو سکتی کہ انسان غفلت کی زندگی کو چھوڑ کر عالم آخرت کی طیاری میں لگا رہے سننے کو تو ہر ایک کان سن سکتا ہے کیونکہ سننا سہل ہے مگر عمل کرنے کے لئے مشکل پڑتی ہے۔

انسانوں کی عادت میں داخل ہے کہ جب تک ایک مجلس میں بیٹھا ہے اس مجلس کی باتوں سے متاثر ہوتا ہے لیکن جب وہاں سے اوٹھتا ہے اور مجلس ختم ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی وہ باتیں بھی بھول جاتی ہیں گویا وہ دہیں کے لئے تھیں ایسے لوگ سخت نقصان اٹھاتے ہیں اور دفعۃً موت کے آجانے پر انہیں بہت کچھ حسرت اور افسوس کرنا پڑتا ہے۔ موت انہیں کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کے لئے ہر وقت آمادہ رہتے ہیں۔

فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ایک دن صبح ہی صبح جب آکر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا۔ فرید الدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی۔ فقیر نے اون کو کہا کہ اگر تو ایسا ہی دنیا کے دھندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی۔ فرید الدین نے اسکو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی۔ فقیر یہ سنکر وہیں لیٹ گیا اور کہا **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** اور اس کے ساتھ ہی جان نکل گئی۔ فرید الدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا۔ اسیوقت ساری دوکان لٹا دی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گذار دی۔ یہ طیاری ہوتی ہے۔ طیاری میں رنج نہیں ہوتا۔ کشمکش ہو تو پھر رنج اور افسوس ہوتا ہے۔

فرمایا۔ صوفیوں کی جو کتابیں ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں موت کا خیال دامنگیر رہا ہے۔ لیکن مولویوں کے نام سے جو لوگ گذرے ہیں وہ عموماً محجوب رہے ہیں۔ بہت ہی کم جو دراصل وہ بھی فقیر تھے وہ تو اس حجاب سے بچے ہیں ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہیں اور ایسے پاکباز لوگوں پر کفر ہی کے فتویٰ دیتے رہے جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے صوفی تو ایسے ہیں جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے۔ ان کی کتابوں کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے اور ان سے خوشبو آتی ہے کہ وہ صاحب حال ہیں صاحب **قال** نہیں۔ اگر فراست صحیحہ ہو تو انسان ان باتوں کو سمجھ لیتا ہے۔

سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **فتوح الغیب** بڑی ہی عمدہ کتاب ہے میں نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے بدعات سے پاک ہے بعض کتابیں صوفیوں کی اس قسم کی بھی ہیں کہ انمیں بدعات بھی داخل ہو گئی ہیں لیکن یہہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے۔ فقیروں میں بھی ایک آفت پڑی ہے یعنے بعض فقیر تو ہوئے مگر وحدت وجودی ہو گئے۔ اور خود ہی **خدا** بن بیٹھے۔

ہمارے ملک میں دوآبہ (بست جالندہر) میں اکثر وجودی ہیں اور جو وجودی کہلاتے ہیں انکا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت

اور مدارج [illegible] خواب پریشان یا مزاج اور حواس کے [illegible] درصالحہ آدمیوں کی ایسی رویائے صادقہ ایک شعبہ الہام کا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے مقام پر بھی اس نکتہ لطیفہ کو قبل کیا ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات یعنے نبوۃ میں سے بجز مبشرات کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اور مبشرات کی تفسیر بھی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے کہ وہ رویا صالحہ ہے جو نیک آدمی دیکھتا ہے یا اور کوئی اس کے لئے دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں لہم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا فرمایا ہے۔

فی الجملہ رویاء صادقہ کی فلاسفی حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے گرامی قدر مکتوب میں بیان فرمائی ہے بجائے خود ایک بہت ہی دقیق مضمون تھا اور اردو زبان میں اس کے متعلق کوئی رسالہ یا کتاب نہ تھی الحمد للہ کہ مختصر سے مکتوب ہی میں حضور نے وہ مشکلات حل کر دئے ہیں جو خواب کے متعلق پیش آتی ہیں فجزاہم اللہ احسن الجزاء + ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواب کی فلاسفی تصوف کی جان

مشفقی مکرمی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکی خوابکے آثار یوں ہی نظر آتے [illegible] رویا صالحہ و واقعہ صحیحہ ہوگا مگر اس بات کے لئے کہ مضمون خواب حیز ثبوت سے [illegible] خواب کے واقعات اس پانی سے مشابہ ہیں کہ جو [illegible] زمین کے نیچے [illegible] جسکے وجود میں تو کچھ شک نہیں لیکن بہت سی [illegible] چاہیئے [illegible] اور نیچے سے پانی شیریں اور مصفا [illegible] خدا کو طلب کرنا موجب خیالی ہے۔ [illegible] گویند سنگ لعل شود در مقام صبر + آرے شود ولیک بخون جگر شود [illegible] آپکی [illegible] کیلئے میں بھی چاہتا ہوں مگر وقت مناسب کا منتظر ہوں۔ بیوقت حج بھی فائدہ نہیں کرتا اکثر حاجی جو بڑی خوشی سے حج کرنے کو جاتے ہیں اور پھر دل سخت ہو کر آتے ہیں اس کا یہی باعث ہے کہ اونہوں نے بے وقت بیت اللہ کی زیارت کی اور بجز ایک کوٹھے کے اور کچھہ نہ دیکھا اور اکثر مجاورین کو صدق اور صلاح پر نہ پایا دل سخت ہو گیا علےٰ ہذا القیاس ملاقات جسمانی بھی کئی ایک قسم کے ابتلاء پیش آجاتے ہیں الا ماشاء اللہ۔

آپ کے سوالات کا جواب جو اسوقت میرے خیال میں آتا ہے مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے آپنے پہلے یہ سوال کیا ہے کہ پورا پورا علم جیسا بیداری میں ہوتا ہے خوابمیں کیوں نہیں ہوتا اور خواب کا دیکھنے والا اپنی خواب کو خواب کیوں نہیں سمجھتا۔

سو آپ پر واضح ہو کہ خواب اوس حالت کا نام ہے کہ جب بباعث غلبہ رطوبت مزاجی کہ جو دماغ پر طاری ہوتی ہے حواس ظاہری و باطنی اپنے کاروبار معمولی سے معطل ہو جاتے ہیں پس جبکہ خواب کو تعطل حواس لازم ہے تو ناچار جو علم اور امتیاز اور تیقظ بذریعہ حواس انسان کو حاصل ہوتا ہے وہ حالت خواب میں بباعث تعطل حواس نہیں رہتا کیونکہ جب حواس بوجہ غلبہ رطوبت مزاجی معطل ہو جاتے ہیں تو بالضرورت اوس فعل میں بھی فتور آجاتا ہے پھر بعلت اوس فتور کے انسان نہیں سمجھ سکتا کہ میں خواب میں ہوں یا بیداری۔ لیکن ایک اور حالت ہوتی ہے کہ جس سے ارباب طلب اور اصحاب سلوک کبھی کبھی متمتع اور محظوظ ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بباعث دوام مراقبہ و حضور و استیلاء شوق و غلبہ محبت ایک حالت غیبت حواس اون پر وارد ہو جاتی ہے جسکا یہ باعث نہیں ہوتا کہ دماغ پر رطوبت مستولی ہو بلکہ اس کا باعث صرف ذکر اور شہود کا استیلاء ہوتا ہے۔ اوس حالت میں چونکہ تعطل حواس بہت کم ہوتا ہے اس جہت سے انسان اس بات پر متنبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر بیدار ہے خواب میں نہیں۔ اور نیز اپنے مکان اور اوس کے تمام وضع پر بھی اطلاع رکھتا ہے یعنی جس مکان میں ہے اوس مکان کو برابر شناخت کرتا ہے حتی کہ لوگوں کی آواز بھی سنتا ہے اور کل مکان کو بچشم خود دیکھتا ہے صرف کسیقدر بجذبہ غیبت حس ہوتی ہے اور جو انسان خواب کی حالت میں اپنی رویا میں اپنے تئیں بیدار معلوم کرتا ہے یہ عالم ناز بود حواس نہیں بلکہ اس عالم کا منشاء فقط روح ہے۔

یہی اس مذہب کا خاصہ اور اثر ہونا بھی یہی چاہئے - کیونکہ جو شخص اللہ تعالےٰ کو ان صفات سے متصف نہیں مانتا - جو قرآن شریف میں بیان ہوئی ہیں اور اپنے اور خدا تعالےٰ میں کوئی فرق نہیں کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے وہ اگر اباحتی ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ایمان لا کر بھی سمجھتے ہیں کہ ہم ہی خدا ہیں - اور ایک اور بڑی غلطی ہے جس میں یہہ لوگ مبتلا ہیں اور وہ یہہ ہے کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہیں - اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہیں - وجودی اور شہودی - وجودیون نے فلسفیون کی طرح یہہ سمجھ لیا ہے کہ انسان کے سوا خدا کچھہ نہیں ہے یا خدا انکے سوا اور کچھہ نہیں - مگر شہودی انکے سوا ہیں اور وہ ٹھیک ہیں - جنہون نے استیلاء محبت اور تجلیات صفات الٰہی سے ایسا معلوم کیا کہ خدا ہے انہون نے اسکی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کر لی - اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہوئے حقیقت مین محبت کے ثمرات مین سے نفی وجود ضروری ہے ہمیں اعتراض نہیں ہو سکتا بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے -

یہی وہ مقام ہے جو فنا فی اللہ کہلاتا ہے لیکن وجودیون کا یہہ حال نہیں انکا تو یہ حال ہے کہ گویا انہون نے ڈاکٹرون کی طرح تشریح کر کے خدا تعالےٰ کو دیکھہ لیا ہے تب ہی تو یہ خود ہی خدا بنتے ہین حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے اللہ تعالےٰ نے تو صاف فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار -

وجودیون کا یہ مذہب ہے کہ ہم ہی لا الہ الا اللہ پڑھتے ہین اور ہم ہی سچے موحد ہین باقی سب مشرک ہین - اس کا نتیجہ عوام مین یہہ ہوا کہ اباحت پھیل گئی اور فسق و فجور مین ترقی ہو گئی کیونکہ وہ اسے حرام نہین سمجھتے - اور نماز روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہین سمجھتے اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے میرے نزدیک وجودیون اور دہریون مین ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے -

یہہ وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہین - افسوس کا مقام ہے کہ بسفدر گدیان ہین انمین سے شاید ایک بھی ایسی نہین ہوگی جو یہ مذہب نہ رکھتی ہو - سب سے زیادہ افسوس یہہ ہے کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بھی وجودی ہو گئے ہین حالانکہ سید عبد القادر وجودی نہ تھے انکا طرز عمل اور انکی تصنیفات اھدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق دکھاتی ہین -

---

علماء صرف یہ سمجھتے ہین کہ اھدنا الصراط المستقیم صرف پڑھنے کے لئے ہے لیکن اسکے اثرات اور نتائج کچھہ نہین مگر وہ عملی طور پر دکھاتے ہین کہ ان منعم علیہ لوگون کے نمونے اس امت مین ہوتے ہین -

غرض

یہہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ گو ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہین لیکن ہین ضرور جو خدا تعالیٰ سے کامل محبت کرتے ہین اور اسی دنیا مین رہکر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہین - یہ امور ایسے ہی لوگون کے حصے مین آتے ہین جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ - مگر اب برخلاف انکے وجودیون کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق و فجور مین ترقی ہے - قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت اسقدر استیلا کرے کہ ماسوی اللہ جل جاوے - یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہین اور یہی وہ نسخہ ہے جو اسی عالم مین انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم مین پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھہ یہان سے رخصت ہوتا ہے - ایسے ہی لوگ ہین جو اس زمرہ سے الگ ہین - من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ اور ایسے ہی لوگون کے لئے فرمایا ہے و لمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہین انکو دو جنت ملتے ہین - ہمارے نزدیک اسکی حقیقت یہ ہے کہ ایک جنت تو وہ ہے جو مرنے کے بعد ملتی ہے دوسری جنت اسی دنیا مین عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اوس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھیر جاتی ہے ایسا مومن دنیا میں بہت سے دوزخون سے رہائی پاتا ہے مختلف قسم کی بد اخلاقیان یہہ بھی دوزخ ہی ہین جن چیزون سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پھر انکو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے مثلاً مال سے محبت ہو اور اسے چور لے جائین تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے -

. . . .

. . . . یہانتک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہین یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے مدارات پر اور جن فانی اشیاء سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائین یا مر جاوین تو اسکو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے - مثنوی مین ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جسکے غم مین وہ رو رہا تھا اس سے پوچھا گیا کہ تو کیون روتا ہے تو اس نے کہا کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مر گیا اسنے کہا کہ تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیون کی -

اصل بات یہہ ہے کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہوگی یا یہ خود جائیگا یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی - لیکن جو لوگ اللہ تعالےٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہین اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہین ہوتے وہ اس عذاب سے بچا لئے جاتے ہین کسی نے کیا اچھا کہا ہے

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوت گاہِ حق آرام نیست

اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ ہمارا اصل منشاء اور آنے کی غرض یہہ نہین کہ عیسیٰ فوت ہو گیا یہ تو ایک سچائی تہی جو ہم نے پیش کی اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اسکو دنیا کے سامنے پیش کر دیا - ہمین حضرت عیسٰے کے ساتھہ کوئی دشمنی نہین - وہ بھی اللہ تعالےٰ کے ایک رسول اور پیغمبر ہین یہہ کہتے ہین کہ وہ جسم عنصری کے ساتھہ آسمان پر نہین گئے ہمکو ان کی تذلیل منظور نہین مگر ہم کیا کرین اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہین مانتے ہم کیونکر ان کے ساتھہ اسے مختص کرین - ہان ہم کو بخل نہین ہم تسلیم کرتے ہین کہ جس جسم کیساتھہ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہین حضرت عیسٰے بھی اسی جسم کے ساتھہ گئے ہین - مگر ان لوگون کی غلطیون اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لین -

یہ خوب یاد رہے کہ ہم حضرت عیسٰے علیہ السلام کو آسمان پر روح بلا جسم ہرگز نہین مانتے ہم مانتے ہین کہ وہ وہان جسم ہی کے ساتھہ ہین ہان فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم عنصری کہتے ہین اور مین کہتا ہون کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولون کو دیا گیا ہے -

دوزخیون کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - لا تفتح لھم ابواب السماء یعنی کافرون کے لئے آسمان کے دروازے نہین کھولے جاوین گے - اور مومنون کے لئے فرماتا مفتحۃ لھم الابواب - اب ان آیات مین لھم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے تو گویا یہ کہے

دوسرا سوال آپکا یہ ہے کہ فناء اتم اعنی غائت المواج و نہایت الوصال مین علم حق رہتا ہے یا نہین اول سمجھنا چاہئے کہ فناء اتم عین وصال کا نام نہین بلکہ امارات اور آثار وصال مین سے ہے کیونکہ فناء اتم مراد اس حالت سے ہے کہ طالب حق خلق اور ارادت اور نفس سے بکلی باہر ہو جاوے اور فعل اور ارادت الٰہی مین بکلی کہویا جاوے یہانتک کہ اوسی کے ساتھہ دیکھتا ہو اور اوسی کے ساتھہ سنتا ہو اور اوسی کے ساتھہ پکڑتا ہو اور اوسی کے ساتھہ چھوڑتا ہو پس یہ تمام آثار وصال کے ہین نہ عین وصال اور عین وصال ایک بیچون اور بیچگون نور ہے کہ جسکو اہل وصال شناخت کرتے ہین مگر بیان نہین کر سکتے خلاصہ کلام یہ کہ جب طالب کمال وصال کا خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے اور کوئی حرکت اور سکون اسکا اپنے لئے نہین رہتا بلکہ سب کچھہ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت مین اوسکو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے پس اس حالت مین گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اسکی آنکھہ مین باقی نہین رہتا یہانتک کہ غلبہ شہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غائت سیر اولیا ہے اور اسی مقام مین غیب سے باذن اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ مین جل رہا ہے سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے کبھی شہود تام بیخبری تک ہی نوبت پہونچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے اس حالت سے یہہ آیت مشابہ ہے فلما تجلّٰی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا - لیکن حالت تام وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ما زاغ البصر و ما طغیٰ یہ حالت اہل جنت کے نصیب ہوگی پس غایت یہی ہے جسکی طرف اللہ تعالےٰ نے آپ اشارہ فرمایا ہے - وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الیٰ ربھا ناظرۃ واللہ اعلم بالصواب

خاکسار مرزا غلام احمد ۱۸ - مارچ ۱۸۸۳ء مطابق ۸ - جمادی الاول ۱۳۰۰ھ

سب پھر اسی جسم عنصری کے ساتھ جاتے ہین؟ نہیں ایسا نہین جسم تو ہوتے ہین مگر وہ جسم ہین جو مرنے کے بعد دئے جاتے ہین - ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بھی اجسام کو چاہتا ہے پھر تیسری شہادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے معراج مین آپ نے حضرت عیسے علیہ السلام کو حضرت یحیٰی کے ساتھ دیکھا وہان آپ نے روحین تو نہ دیکھی تھین یعنی جسم صرف حضرت عیسے کا ہوا اور باقی نبیون کی روحین تھین اور مسیح ہی کا جسم تھا -

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہین لیکن یہہ عنصری اجسام یہان ہی رہ جاتے ہین یہہ اوپر نہین جا سکتے - جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب مین فرمایا -

قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے ان کو کہدے میرا رب اس سے پاک ہے جو اپنے وعدون کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے + مین تو صرف ایک بشر رسول ہون - سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہین انکی خلاف ورزی وہ نہین کرتا - وہ وعدہ کیا ہے؟

ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین

اور ایسا ہی فرمایا الم نجعل الارض کفاتا اور پھر فیہا تحیون وفیہا تموتون - ان سب آیتون پر اگر یکجائی نظر کی جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسم جو کھانے پینے کا محتاج ہے آسمان پر نہین جاتا - پھر ہم دوسرے نبیون سے بڑھ کر مسیح مین یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کر لین - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تھا کہ آپ آسمان پر چڑھ جائین - اسکی وجہ یہہ تھی کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تھے جس مین اس امر کی نفی کیگئی تھی - انہون نے سوچا کہ اگر اب اقرار کرین تو اعتراض کا موقع ملے - لیکن وہ تو اللہ کا کلام تھا اسمین اختلاف نہین ہو سکتا تھا اسلئے انکو یہی جواب ملا - قل سبحان ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنے انکو کہدو کہ ایسا معجزہ اللہ تعالیٰ کے قول کے خلاف ہے اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے -

غرض

یہہ کس قدر موٹی باتین ہین جو اللہ تعالیٰ نے بار بار پیش کی ہین مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہہ انکو سمجھتے نہین اور خواہ مخواہ حضرت مسیح مین کچھہ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہین - جو دوسرون مین نہین ہے - قرآن شریف کی یہہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکھو اور صحاح کو پڑھو وہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحیٰی کے ساتھ دیکھا ویسے ہی حضرت مسیح کو اسوقت ان میں کوئی خاص بات نہ تھی جو بطور جسم کے الگ ہو - یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحیٰی کی مجرد روح ہو - جب قرآن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادت موجود ہے پھر یہ نرالا جسم کیسا؟ اگر نرالا نہین تو بسم اللہ ہم ایمان لاتے ہین کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد دیا جاتا ہے وہ مسیح کو بھی دیا گیا - پھر نزاع لفظی نکلی + یہ ہم کبھی تسلیم نہین کرینگے کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہ شرک ہے ہم جسم کے قائل ہین لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہین - انجیل سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تھا - اور ایسا جسم مرنے کے بعد ملتا ہے - ہمارا مذہب یہی ہے کہ بہشت مین ... لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ... بہشت مین دودھ اور شہد کی نہرین ... تو اس سے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہان گایون کا ایک گلہ ہوگا اور بہت سارے گوالے ہونگے ... دودھ دوہ دوہ کر ایک نہر مین ڈالتے رہین گے - یا بہت سے چھتے شہد کی مکھیون کے ہونگے اور پھر انکا شہد جمع کر کے نہرون مین گرایا جاوے گا - یہہ مطلب نہین؟ اللہ تعالیٰ نے جو مجھہ پر ظاہر کیا ہے وہ یہہ ہے کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوز یا انار ہونگے تو پھر بات ہی کیا ہوئی کافر بھی کہہ سکتے ہین کہ ہمنے یہان اس دنیا مین کہا لئے تم نے آگے جا کر کہائے + اسکی حقیقت جو اللہ تعالیٰ نے مجھہ پر کہولی ہے وہ یہہ ہے کہ قرآن شریف مین فرمایا ہے وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لهم جنت تجری من تحتها الانهار یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجا لاتے ہین وہ ان باغون کے وارث ہین جنکے نیچے نہرین بہ رہی ہین اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے ایمان کو باغ کے ساتھہ مشابہت دی جسکے نیچے نہرین بہتی ہین - اس آیت مین بہشت کی حقیقت اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے گویا جو رشتہ نہرون کو باغ کے ساتھہ ہے وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھہ ہوتا ہے اور جسطرح پر کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہین رہ سکتا اسیطرح پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قائم نہین رہ سکتا - اگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہون تو ایمان ہیچ ہے اور اگر اعمال ہون اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریا کاری ہین - پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اسکی حقیقت اور فلاسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اس دنیا مین ہی اسکی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہرین نظر آتی ہین لیکن عالم آخرت مین یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہون گے - اور ان کا ایک خارجی وجود نظر آجائیگا - قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے پس یہان دو باتین بیان کی ہین ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے دوسرا ان درختون کی نہرون سے آبپاشی ہوتی ہے قرآن شریف کو پڑھو اور اول سے آخر تک اسپر غور کرو تب اسکا مزا آئیگا کہ حقیقت کیا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالیٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالیٰ جسنے عدم سے انسان کو بنایا ہے اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقیناً انسان کے ایمان کو اشجار سے متمثل کر دیگا اور اعمال کو انہار سے متمثل کریگا - اور واقعی طور پر دکھا دے گا - یعنی ان کا وجود فی الخارج بھی نظر آئیگا - اسکی مختصر سی مثال یون ہی سمجھہ مین آسکتی ہے کہ جیسے انسان خواب مین عمدہ اور شیرین پھل کھاتا ہے اور ٹھنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے اور فی الواقع وہ پھل اور آب سرد ہوتا ہے اسوقت اس کے ذہن مین کوئی دوسرا امر نہین ہوتا - پھلون کو کھا کر سیری ہوتی اور پانی پی کر فی الواقعہ پیاس دور ہوتی ہے لیکن جب اٹھتا ہے تو نہ ان پھلون کا کوئی وجود ہوتا ہے - اور نہ اس پانی کا - اسیطرح پر جیسے اس حالت مین اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کر دیا ہے عالم آخرت مین بھی ایمان اور اعمال صالحہ کو اس صورت مین متمثل کر دیا جائیگا - اسی لئے فرمایا ہے

ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا به متشابها - اسکے اگر یہہ معنے کرین کہ وہ جنتی جب ان پھلون اور میوون کو کھائین گے تو یہہ کہین گے کہ یہہ وہ پھل اور خربوزے یا تربوز یا انار ہین جو ہم نے دنیا مین کھائے تھے تو یہہ ٹھیک نہین کیونکہ اسطرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہین ہو سکتے اور نعماء جنت کی حقارت ہے اگر کوئی شخص مثلاً کشمیر مین جاوے اور وہان کی ناشپاتیان کھا کر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیان ہین جو پنجاب مین کھائی تھین تو یہ صریح ان ناشپاتیون کی حقارت ہے پس اگر بہشت کی نعماء کی یہی مثال ہے تو یہہ خوشی نہین بلکہ ان سے بیزاری ہے اسلئے اسکا یہہ مفہوم اور مطلب نہین ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا مین بڑے عابد اور زاہد تھے - جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے متمثلات سے لطف اٹھائینگے تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائیگی اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائیگا جو اس عالم مین انہون نے لئے تھے اسلئے وہ کہین گے ھذا الذی رزقنا من قبل

غرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑھیگا اسیقدر وہ اس حقیقت کو سمجھ لیگا کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ مین فائدہ اٹھائیگا -

محبت الٰہی کے لذات ہین لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے ......

....

....

وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزارون درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذت مین رکھتا ہے - اگر اس محبت کی لذت مین غیر معمولی سیری اور سیرابی نہو تو اللہ تعالیٰ کے محب جسمانی لذات کو ترک کیون کرین - یہانتک کہ بعض اس قسم کے بھی ہو گذرے ہین جنہون نے سلطنت تک کو چھوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چھوڑ دی - اور انبیاء علیہم السلام نے ہزارون لاکھون مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی نہ مین نہ تھا جو انہین کشان کشان لئے جاتا تھا تو وہ پھر کیا بات تھی کہ اسقدر مصائب کو انہون نے خوشی کے ساتھہ اٹھا لیا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ مین سب سے بڑھے ہوئے ہین اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بھی سب سے افضل و اعلے ہے - کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتین اور عزتین پیش کین مال و دولت - سلطنت - عورتین - اور کہا کہ آپ ہمارے بتون کی مذمت نہ کرین اور

یہہ توحید کا مذہب پیش نکرین اس خیال کو جانے دین وہ دنیا دار تہے انکی نظر دنیا کی فانی اور بیہودہ حقیقت لذتون سے پرے نہ جا سکتی تہی انہون نے سمجہا کہ یہ تبلیغ انہین اغراض کے لئے ہوگی مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتون کو رد کر دیا اور کہا کہ اگر میرے دائین بائین آفتاب اور ماہتاب بہی لاکر رکہدو تب بہی مین اس کو نہین چہوڑ سکتا - پہر اسکے بالمقابل انہون نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائین جنکا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف مین نظر نہین آتا - لیکن آپ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا مگر اس راہ کو نہ چہوڑا اب اگر کوئی **لذت** اور ذوق نہ تہا تو پہر کیا وجہ تہی جوان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا - وہ وہی لذت تہی جو اللہ تعالے کی محبت مین ملتی ہے اور جسکی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہین کیا جاسکتا -

خداتعالے نے اسوقت ایک **صادق** کو بہیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے جو اللہ تعالے سے محبت کرے - مین دیکہتا ہون کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہین اور پہر ذرا سی دہمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہین تو پہر خط لکہدیتے ہین کہ کچہہ تقیہ کر لیا ہے ؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہین ؟ کبہی نہین وہ دلیر ہوتے ہین - اور انہین کسی مصیبت اور دکہہ کی پرواہ نہین ہوتی - وہ جو کچہہ لیکر آتے ہین اسے چہپا نہین سکتے خواہ ایک شخص بہی دنیا مین انکا ساتہی نہ ہو - وہ دنیا سے پیار نہین کرتے انکا **محبوب** ایک ہی **خدا** ہوتا ہے وہ اس راہ مین ایک مرتبہ نہین خواہ ہزار مرتبہ قتل ہون اسکو پسند کرتے ہین اس سے سمجہہ لو کہ اگر اللہ تعالے کے ساتہہ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہین تو پہر یہ گروہ کیون مصائب اٹہاتے ہین ؟ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑہو کہ کفار نے کسقدر دکہہ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا - طایف مین گئے تو وہان سے خون آلود ہو کر پہرے - آخر مکہ سے نکلنا پڑا - مگر وہ بات جو دل مین تہی اور جسکے لئے آپ مبعوث ہوئے تہے اسے ایک آن کے لئے بہی نہ چہوڑا - یہہ مصائب اور تکالیف کبہی برداشت نہین ہو سکتین جب تک اندرونی کشش نہ ہو - ایک غریب انسان کے لئے دو چار دشمن بہی ہون وہ تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جسکا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجہہ کو برداشت کرے گا - اگر ذوقی تعلق نہو - عقل اسکو قبول نہین کرتی - مختصر یہہ کہ خداتعالی کی محبت کی لذت ساری لذات سے بڑہ کر ترازو مین ثابت ہوتی ہے - پس وہ لذات جو بہشت مین ملین گی - یہہ وہی لذتین ہین جو پہلے اٹہا چکے ہین اور وہی انکو سمجہتے ہین - جو پہلے اوٹہا چکے ہین -

اگر کہو کہ وہ نعمتین کیونکر ہونگی ؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالے خلق جدید پر قادر ہے خود انسان کا اپنا وجود ہی خیالی ہے جس قطرہ سے پیدا ہوتا ہے وہ کیا چیز ہے ؟ پہر خیال کرو کہ اس سے کیسا اچہا انسان بناتا ہے کیسے عقلمند - خوبصورت بہادر - پہر وہی خدا ہے جو دوسرے عالم مین خلق جدید کریگا - دیکہنے مین وہ لذات اور میوہ جات ہمرنگ ہون گے لیکن کہانے مین ایسے لذیذ ہونگے کہ نہ کسی آنکہہ نے انکو دیکہا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکہا اور نہ وہ کسی خیال مین گذرے -

بہشت کی لذات مین ایک اور بہی خوبی ہے دنیا کی لذتون مین اور جسمانی لذتون مین نہین ہے مثلاً انسان روٹی کہاتا ہے تو دوسری لذتین اسے یاد نہین رہتی ہین - مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہون گی - بلکہ روح کے لئے بہی لذت بخش ہونگی دونون لذتین اسمین اکہٹی ہون گی - اور پہر اس مین کوئی کثافت نہ ہوگی - اور سب سے بڑہ کر جو لذت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کا **دیدار** ہوگا - مگر دیدار الٰہی کے لئے یہہ ضروری ہے کہ یہان ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکہنے کے لئے یہان ہی سے انسان آنکہین لے جاوے - جو شخص یہان طیاری کرکے نہ جاوے گا - وہ وہان محروم رہیگا چنانچہ فرمایا -

من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ

اسکے یہہ معنی نہین کہ جو لوگ یہان نابینا اور اندہے ہین وہ وہان بہی اندہے ہونگے نہین اسکا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے یہان سے حواس اور آنکہین لے جاوے اور ان آنکہون کے لئے ضرورت ہے **تبتل** کی - تزکیہ نفس کی اور یہہ کہ خداتعالے کو سب پر مقدم کرو - اور خداتعالے کے ساتہہ دیکہو - سنو - اور بولو ! اسیکا نام **فنا فی اللہ** ہے اور جب تک یہ مقام اور درجہ حاصل نہین ہوتا - نجات نہین - ہان یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتہہ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے ؟ دنیا اس قسم کے شبہات کے ساتہہ خراب ہوتی ہے بہت سے تو کہلے طور پر دہریہ ہو گئے ہین اور بعض ایسے ہین جو دہریہ تو نہین ہوئے مگر ان کے رنگ مین رنگین ہین اور اسی وجہ سے دین مین سست ہو رہے ہین - اسکا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالے سے دعا کرتے رہین تا انکی معرفت زیادہ ہو اور صادقون کی صحبت مین رہین جس سے وہ اللہ تعالے کی قدرت اور تصرف کے تازہ بتازہ نشان دیکہتے رہین پہر وہ جسطرح پر چاہیگا اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑہا دیگا اور بصیرت عطا کریگا اور ثلج قلب ہو جائیگا +

یہہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالے کی ہستی اور اسکی عظمت پر ایمان ہوگا اسیقدر اللہ تعالے سے محبت اور خوف ہوگا - ورنہ غفلت کے ایام مین جرائم پر دلیر ہو جائیگا - اللہ تعالے سے محبت اور اسکی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی دو ایسی چیزین ہین جن سے گناہ جل جاتے ہین اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے پرہیز کرتا ہے مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے اسلئے آگ مین ہاتہہ نہین ڈالتا یا مثلاً اگر یہہ علم ہو کہ فلان جگہ سانپ ہے تو اس راستہ سے نہین گذرے گا - اسیطرح اگر اسکو یہہ یقین ہو جاوے کہ گناہ کا زہر اسکو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالے کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو - زمین پر پہر اسطرح چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے اسکی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہہ امور ہین جو ہم اپنی جماعت مین پیدا کرنا چاہتے ہین اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے - مین یقیناً جانتا ہون اور کہول کر کہتا ہون کہ انہین امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہونگے اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئیگا - اگر اللہ تعالے نے مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ مین نہ ڈال دیتا تو ہمین کچہہ بہی ضرورت نہ تہی - کہ عیسیٰ کہلاتے - مگر مین کیا کر سکتا ہون جبکہ خود اس نے مجہے اس نام سے پکارا اور اس کی اشاعت اور اعلان پر مجہے حکم دیا - مین خوب جانتا ہون کہ خداتعالے کے ساتہہ تعلقات پیدا کرنے کے لئے مجہے عیسیٰ کہلانے کی کچہہ بہی حاجت نہ تہی اور منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے اسکی کچہہ بہی حاجت نہین اور نہ قرآن شریف مین لکہا ہے - مگر اللہ تعالے نے ایسا ہی چاہا !

اور اس لئے چاہا کہ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اور عظمت کا اظہار ہو - اور ایک عاجز انسان جسکو غلطی سے خدا بنا لیا گیا ہے اس کی حقیقت دنیا پر کہل جاوے + مین یہ بہی ظاہر کرتا ہون کہ ہم نبی کے ثمرات کو محدود نہین کرتے اور نہ خداتعالے کے فضل اور فیوض کی حدبندی کرتے ہین کہ وہ اب ختم ہو گئے ہین اور کسی دوسرے کو نہین مل سکتے ؟ یہہ بالکل غلط بات ہے اللہ تعالے کے ہان کسی بات کی کمی نہین ہے - اور کوئی شخص بہی جو مجاہدہ کرے اور اس راہ پر جو اس نے بتائی ہے چلے محروم نہین رہ سکتا -

ہان یہ بالکل سچ ہے کہ جو کچہہ ملیگا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اور کامل اطاعت اور اتباع پر ملیگا + اگر یہہ مان لیا جاوے - کہ بس اب خدا کے برکات کا دروازہ بند ہے تو اللہ تعالے کو یا تو بخیل ماننا پڑیگا اور یا یہہ کہنا پڑیگا کہ نا تمام ہو گیا - مگر سبحان ربی وہ اس قسم کے نقصون سے پاک ہے + جو شخص سچے دل سے خداتعالے کے حضور آتا ہے وہ خالی نہین جاتا + پاکیزہ قلب ہونے کی ضرورت ہے ورنہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم اور تاکید بیفایدہ ہو جاتی ہے اگر وہ انعام اکرام اب کسی کو ملتے ہی نہین ہین تو پہر پانچوقت اس دعا کے مانگنے کی کیا حاجت ہے ؟ یہہ بڑی غلطی ہے جو مسلمانون مین پہیل گئی ہے - حالانکہ یہی تو اسلام کا حسن اور خوبی تہی کہ اس کے برکات اور فیوض اور اس کی پاک تعلیم کے ثمرات تازہ بتازہ بہت مل سکتے ہین - تمام صوفیون اور اکابران امت کا یہی مذہب ہے بلکہ وہ تو کہتے ہین کہ کامل متبع ہی نہین جب تک بروزی رنگ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو اپنے اندر نہ رکہتا ہو - اور حقیقت مین یہہ بات صحیح ہی ہے کیونکہ کامل اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے لازم ہے کہ اسکے ثمرات اپنے اندر پیدا کرے جب ایک شخص کامل اطاعت کرتا ہے اور گویا اطاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مین محو اور فنا ہو کر گم ہو جاتا ہے اسوقت اسکی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک شیشہ سامنے رکہا ہوا ہو - اور تمام و کمال عکس اس مین پڑے - مین کبہی اللہ تعالے کے فضل اور برکات اور ان تاثیرات کو جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع سے ملتی ہین محدود نہین کر سکتا بلکہ ایسا خیال کرنا کفر سمجہتا ہون -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا

کہ بہشت میں ایک مقام ہے جو مجھے ہی ملیگا۔ ایک صحابی یہہ سن کر رو پڑا آپ نے جب پوچھا کہ تو کیوں رو پڑا تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے آپ کے ساتھہ محبت ہے جب آپ اس مقام میں ہونگے تو میں کہاں ہونگا آپ نے فرمایا کہ تو میرے ساتھہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اس کے وجود کو اپنے اندر لے لیا۔ غرض یہہ یقیناً یاد رکھو کہ کامل اتباع کے ثمرات ضایع نہیں ہو سکتے یہہ نبوت کا مسئلہ ہے اگر ظلی مرتبہ نہ ہوتا تو اولیاء امت تو مر جاتے۔ یہی کامل اتباع اور بروزی اور ظلی مرتبہ ہی تو تہا جس سے بایزید نے محمدؐ کہلایا اور اس کہنے پر ستر مرتبہ کفر کا فتوےٰ انکے خلاف دیا گیا اور انہیں شہر بدر کیا گیا۔ مختصر یہ کہ لوگ جو ہماری مخالفت کرتے ہیں انہیں اسباب کا علم نہیں اور وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ کاش! وہ ان حالی کیفیات سے واقف ہوتے تو انہیں معلوم ہوتا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قدر اور حقیقت ان لوگوں نے سمجھی ہی نہیں اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تاثیرات اور ثمرات بھی باقی نہیں ہیں تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ثبوت ہی کیا ہے؟ اور اسلام کی فضیلت ہی کیا۔ اور اس شریعت کے اتباع کی حاجت ہی کیا جب کہ اس کے نتائج اور برکات ہی کو مل نہیں سکتے؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہہ ایک بیہودہ اور کفریہ خیال ہے اسلام کے اتباع کے ثمرات اب بھی اور ہمیشہ مل سکتے ہیں اللہ تعالےٰ کی ذات میں بخل نہیں اور نہ اس کے ہاں کسی بات کی کمی۔

بعض آدمی اپنی بے دقوفی اور شتاب کاری سے یہہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہم نے ولی بننا ہے؟ میرے نزدیک ایسے لوگ کفر کے مقام پر ہیں اللہ تعالےٰ تو سب کو ولی کہتا اور سب کو ولی بنانا چاہتا ہے اسی لئے وہ اھدنا الصراط المستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تم منعم علیہ گروہ کی مانند ہو جاؤ۔ جو کہتا ہے کہ میں ایسا نہیں ہو سکتا وہ اللہ تعالےٰ پر بخل کی تہمت لگاتا ہے اور اسلئے یہہ کلمہ کفر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہہ تہا کہ آپ محبوب الٰہی تھے لیکن اللہ تعالےٰ نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہونچنے کی راہ بتائی۔ جیسا کہ فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے انکو کہدو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو میری اتباع کرو اللہ تعالےٰ تمکو اپنا محبوب بنا لیگا۔ اب غور کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع محبوب الٰہی تو بنا دیتی ہے۔ پھر اور کیا چاہیئے۔ بڑا اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے اللہ تعالےٰ ہی کو شناخت نہیں کیا ما قدروا اللہ حق قدرہ۔

ایسا ہی شیعہ ہیں انہوں نے فقط اتنا ہی سمجھہ لیا ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے رو پیٹ لینا ہی نجات کے واسطے کافی ہے۔ یہہ کبھی ان کو خواہش نہیں ہوتی کہ ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے اتباع میں ایسے کہوئے جاویں کہ خود حسین بن جاویں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ تو کہتا ہے کہ اسوقت تک نجات نہیں جب تک انسان نبی کا روپ نہ ہو جاوے۔ وہ انسان جو اپنے مراتب اور مدارج میں ترقی نہیں چاہتا وہ مخنثوں کی طرح ہے۔ میں کہول کر کہتا ہوں کہ جسقدر انبیاء و رسل گذرے ہیں ان سب کے کمالات حاصل ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کے آنے کی غرض و غایت ہی یہی تھی کہ لوگ اس نمونہ اور اسوہ پر چلیں۔

یہہ امور ہیں جنکی وجہ سے ہم کو بدنام کیا جا رہا ہے۔ موت حیات مسیح کا مسئلہ تو یونہی راہ میں آگیا بہت سے مسائل الٰہی تھے جو یہ مسئلہ بیچ آگیا ورنہ اصل مقاصد اور اغراض ہماری بعثت کے اور ہیں۔ ہاں یہہ مسئلہ چونکہ تعلیم الٰہی کے خلاف تہا اور اس میں توحید کے مصفا چشمہ کو مکدر کرنے والے اجزا موجود تھے اسلئے اللہ تعالےٰ نے اسکا ازالہ کر دیا اور صاف کر دیا کہ سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ مسیح علیہ السلام میں کوئی ایسی خصوصیت نہیں جو دوسرے نبیوں کو نہ ملی ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسیح جسم کے ساتھ آسمان پر گیا ہے لیکن میں یہ کبھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ دوسرے نبی جسم کے بغیر آسمان پر گئے ہیں۔ جس قسم کے جسم انکو عطا ہوئے ہیں وہی جسم مسیح کو دیا گیا ہے۔ اور یہہ وہ جسم ہے جو مرنے کے بعد عطا ہوتا ہے۔ یہہ پرانی باتیں ہیں نئی نہیں چونکہ انہوں نے قرون ثلاثہ کی باتیں بہلا دی ہیں اس لئے بار بار کہتے ہیں کہ کیا ہمارے باپ دادے غلطی پر تھے؟ میں نہیں کہتا کہ وہ غلطی پر تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ وہ زمانہ فیج اعوج ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر بھی کفار ایسا ہی کہتے تھے کہ یہ ہمارے باپ دادوں کے خلاف ہے۔ یہہ باپ دادے کی سند صحیح نہیں ہو سکتی۔ ایک زمانہ قرون ثلاثہ کے بعد گذرا ہے جسکو شیطانی زمانہ کہتے ہیں۔ یہ درمیانی زمانہ ہزار سال کا زمانہ ہے جسقدر خرابیاں اور فسق و فجور پہیلا ہے اس زمانہ میں ہی پہیلا ہے۔ اگر صحابہ کرام ہوتے تو وہ بھی شناخت نکر سکتے اس زمانہ کا تو حوالہ دینا ہی عقلمندی نہیں۔ **وفات مسیح** کا مسئلہ تو ایسا صاف ہو چکا ہے کہ اب کوئی عقل اسکے خلاف تجویز نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرما دیا کہ فوت ہو گئے۔ خود مسیح نے اپنی وفات کا اقرار کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو مردوں میں دیکھا اور پھر صحابہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر پہلا اجماع اسی پر کیا۔ اور فیصلہ کر دیا صحابہ کا اجماع غلطی پر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صحابہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہونے کی فضیلت ہے۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل میں کہتے ہیں کہ **خلت** کے معنے موت کے نہیں مگر یہ تو ان کی غلطی ہے اسلئے کہ خود اللہ تعالےٰ نے **خلت** کے معنے کر دئے ہیں **افان مات او قتل** اگر اس کے سوا کوئی اور معنے ہوتے جو یہ کرتے ہیں تو پھر رفع الجسد العنصری بھی ساتھہ ہوتا۔ مگر قرآن شریف میں تو ہے نہیں پھر ہم کیونکر تسلیم کر لیں۔ ایسی صورت میں درمیانی زمانہ کی شہادت کو ہم کیا کریں؟ اور پھر تعجب یہ ہے کہ اس زمانہ میں بھی اس مذہب کے لوگ موجود ہیں جنہوں نے اس کی وفات کا اقرار کیا ہے۔

اور اللہ تعالےٰ نے اگر میرا نام عیسیٰ رکہا تو اس میں اسلام کا کیا برا ہوا؟ یہہ تو اسلام کا فخر ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فخر ہوا کہ وہ شخص جسے چالیس کروڑ انسان خدا سمجھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کا ایک فرد ان کمالات کو پا لیتا ہے بلکہ اس سے بڑہ جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے لکہا ہے کہ ہارون رشید نے مصر کا علاقہ ایک حبشی کو دیدیا۔ کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہی مصر ہے جسکی حکومت سے فرعون نے خدائی کا دعوےٰ کر دیا تہا۔ اسیطرح مسیح کی خدائی پر زد مارنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے مجھے مسیح بنا دیا تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علو شان اس سے ظاہر ہو۔

میں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں نے مسیح کو بہت سی خصوصیتیں ایسی دے رکہی ہیں جو اور کسی کو نہیں دی گئیں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ **مس شیطان** سے وہی پاک ہے؟ حالانکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ کسی نبی کو بھی مس شیطان نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے راستباز اور صادق بندوں میں سے کسی کو مس شیطان نہیں ہوتا۔ مطلب اس سے اور تہا اور انہوں نے کچھہ اور سمجھہ لیا۔ اگر صرف یہہ اعتقاد رکہا جاوے کہ مسیح ہی مس شیطان سے پاک تہے اور کوئی پاک نہ تہے تو یہہ تو کلمہ کفر ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہودی مریم علیہا السلام کو معاذ اللہ زانیہ اور حضرت مسیح کو نعوذ باللہ ولد الزنا کہتے تہے اسلئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ انکی اس الزام سے بریت کی اور مریم کا نام **صدیقہ** رکہا۔ اور حضرت مسیح کے لئے کہا کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے اولاد دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو مس شیطان سے ہو۔ وہ ولد الحرام کہلاتی ہے دوسری وہ جو روح القدس کے مس سے ہو وہ ولد الحلال ہوتی ہے۔ یہودیوں کا اسپر زور تہا کہ وہ مسیح پر ناجائز پیدائش کا الزام لگاتے تھے اور ان کے ہاں یہ لکہا تہا کہ ولد الحرام سات پشت تک بھی خدا تعالےٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چونکہ ان کے اس شبہ اور الزام کا جواب ضروری تہا اسلئے انکے متعلق یہ کہا گیا۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مس شیطان سے پاک نہ تھے ایسا اعتقاد کفر صریح ہے کیا کسی نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت آمنہ کی نسبت ایسا الزام لگایا؟ کبھی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ مخالفوں نے **امین اور صادق** تسلیم کیا۔

برخلاف اسکے مسیح اور ان کی والدہ کی نسبت یہودیوں کے بیہودہ الزام تھے ہی خود عیسائیوں نے سائیکلوپیڈیا میں مان لیا ہے کہ نعوذ باللہ وہ ولد الحرام تھے۔ پہر ایسی صورت میں کسقدر ضروری تہا کہ اس کا ازالہ ہوتا۔ اب یہ ہمارے مخالف اندھے ہو کر انکی خصوصیت بتاتے ہیں اور منبروں پر چڑہ کر بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ تو حضرت مسیح کا ایک داغ تہا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دہویا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسکے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ مثلاً اگر ایک شخص کے چہرہ پر سیاہی کا داغ ہو اور اسے صاف کر دیا جاوے تو یہ کیسی حماقت ہوگی کہ ایک شخص جسکے چہرہ پر وہ داغ ہی نہیں بلکہ خوبصورت اور روشن چہرہ رکہتا ہو اس سے اس سیاہی کے داغ والے کو افضل کہا جاوے صرف اس لئے کہ اسکا داغ صاف ہوا ہے۔

اس قسم کی غلطیوں میں ہمارے مخالف مبتلا ہیں۔ ہم ان پہ صبر کرتے اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسلام اور ملت پر زد نہ ہوتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تو جب آسمان پر جانے کا معجزہ مانگا جاوے تو انہیں قل سبحان ربی کا جواب ملے اور مسیح کے لیئے تجویز کر لیا جاوے کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے۔

ایسی خصوصیتوں کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ اسے خدا بنایا جاوے پھر توحید کہاں رہی؟ انہوں نے تو ان چالیس کروڑ کی مدد کی جو اسے خدا بنا رہے ہیں۔ افسوس ان لوگوں نے اصل شریعت کو چھوڑ دیا اور عجوبہ پسند ہو گئے۔ میرے متعلق یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ مسیح نے مردے زندہ کئے تھے انہوں نے کتنے کئے ہیں؟ میں اسکا کیا جواب دوں پہلے یہ تو معلوم کر لیں کہ مسیح نے کتنے مردے زندہ کئے تھے؟ پھر اس کے سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مجھسے پہلے ہے میں تو آپ کا ایک ادنے خادم ہوں آپ کے پاس ایک مردہ کی بابت کہا گیا جسکو سانپ نے کاٹا تھا اور کہا کہ اس کی نئی شادی ہوئی ہے آپ اسے زندہ کر دیں آنحضرت نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو دفن کرو اگر حقیقی مردے زندہ ہو سکتے تو سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ معجزہ دیا جاتا۔ ہاں یہہ سچ ہے کہ بعض اوقات سخت امراض میں مبتلا اور ایسی حالت میں کہ اس میں آثار حیات مفقود ہوں۔ اللہ تعالے اپنے ماموروں اور رسلوں کی دعاؤں کیوجہ سے انہیں شفا دیدیتا ہے اس قسم کا احیا ہم مانتے ہیں اور یہاں بھی ہوا ہے اور اس کے سوا دوسری حیات روحانی حیات ہے غرض یہ دو قسم کا احیاء موتی ہم مانتے ہیں۔ روحانی طور پر مسیح کا اثر بہت کم ہوا۔ کیونکہ یہودیوں نے مانا نہیں اور جنہوں نے مانا انکی نکمیل نہ ہوئی۔ ایک نے لعنت بھیجی دوسرے نے پکڑوا دیا اور باقی بھاگ گئے ہاں جسمانی طور پر بعض کے لیئے دعائیں کیں اور وہ مریض اچھے ہو گئے۔ اب بھی ہو رہے ہیں۔

غرض

ہماری اصل غرض اور مقصد اور تعلیم وہ ہے جسکا میں ذکر کر آیا ہوں یہہ امور وفات مسیح وغیرہ ہماری راہ میں آگئے جو مشرکین کا غلبہ توڑنے کے لیئے مصلحت الٰہی نے ایسا ہی پسند فرمایا۔ کہ چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے آخری سلسلہ میں مسیح آیا تھا ویسے ہی یہاں بھی ضروری تھا کہ مسیح آتا چنانچہ آگیا۔

بعض یہ بھی کہدیتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام مثیل موسیٰ تھا اسلئے یہاں بھی مثیل مسیح ہوتا۔ اسکا جواب یہہ ہے کہ اگر وہاں موسیٰ ہوتا تو شبہ پڑ جاتا۔ لیکن یہاں الباس کی نظیر موجود تھی اسلئے یہاں مسیح ہی کہدیا۔

فرمایا۔ ہماری جماعت کو قیل وقال پر محدود نہیں ہونا چاہئیے یہہ اصل مقصد نہیں تزکیہ نفس اور اصلاح ضروری ہے جسکے لئے اللہ تعالے نے مجھے مامور کیا ہے۔

متفرق مضامین

انی مھین من اراد اھانتک | بریلی میں غریب

حافظ منصور حسین صاحب احمدی پر محض اسوجہسے کہ وہ احمدی ہے جو جو ستم وہاں کے مخالف مسلمانوں نے روا رکھے ہیں ناظرین الحکم کو میں پہلے سنا چکا ہوں۔ ان سارے بیجا تعدیوں کے بانی مبانی مولوی احمد رضا خاں صاحب تھے حال میں بریلی سے ایک مقدس کی مختصر روئداد میرے پاس پہونچی ہے جو اس الہام کی تصدیق کرتی ہے اسلئے میں اسے بجنسہ یہاں درج کرتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ بریلی کی حالت سے تو واقف ہو ہی چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں کیطرف سے ہمکو بے حد اذیتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں مگر انی مھین من اراد اھانتک۔ حضرت اقدس کے الہام کی ایسی تصدیق ہوئی ہے کہ بایدوشاید مولوی صاحب موصوف جب ہم لوگوں پر خوب ہاتھ صاف کر چکے تو وہابیوں کیطرف رجوع ہوئے اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتابوں سے نکتہ چینی کرکے ایک دوسرا فتویٰ مرتب کیا اور اسمیں لکھدیا کہ یہ لوگ ایسے سخت کافر ہیں کہ اگر ان سے کپڑا چھو جائے تو بغیر کاٹ ڈالے ہوئے پاک ہو ہی نہیں سکتا اور مولوی ہدایت رسول کو لکھنؤ سے بلاکر جابجا وعظ کہلوانا شروع کرا دیا سبحان اللہ وعظ کیا تھا اچھا خاصہ تبرا تھا علماء کے نام لے لے کر وہ مغلظات گالیاں علانیہ دیجاتی تھیں کہ معاذ اللہ اور جہلا کو یہ سمجھا دیا جاتا تھا کہ تم لوگ صرف رسول اللہ کو عالم الغیب جانتے رہو روزہ نماز اگر نہ بھی کروگے یا کسی طرح کے گناہ میں آلودہ ہوگے تو تمہاری حضرت قیامت کیدن شفاعت کرینگے مگر یہ لوگ قطعی جہنمی ہیں جنکی پیشانی پر گھٹہ پڑا ہوتا ہے اور نیچا کرتا نیچے داڑھی رکھتے ہیں حضرت رسولخدا کو عالم الغیب نہ جاننے سے شفاعت سے محروم ہیں ان عابدوں سے تم گنہگار ہزار درجہ اچھے ہو لیس جاہل اترائے پھرتے تھے اور ہر کسی سے بھڑ پڑتے اور نصیحت کرنیکیلیئے مرنیکو موجود تھے سارے طلبا اور عالم الغیب جاننے والونکی عافیت تنگ کر دی مسجدوں میں جابجا کے یورش کرنا ملانیہ کافر مردود ملعون کہنا شروع کر دیا پھر ادہر سے بھی وعظ شروع ہوئی انہوں نے بھی ہر ناگفتنی کا اظہار کیا غرض دونوں فریق ایکدوسرے کے موہنہ سے کافر بنگئے اب مولوی صاحب کو یہ سوجھی کہ جو انکے پاس گیا اسکو ان مولوی کی کتابیں دکھانا اور کافر کہلانا شروع کر دیا یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک طالبعلم نے کچھ زیادہ سختی کی اسنے عدالت مجسٹریٹی میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا جب مولوی صاحب کے پاس سمن طلبی عدالت سے پہونچا تو عذر کیا کہ میں بیمار ہوں اور گوشہ نشین ہوں حاضر عدالت ہونے سے معذور ہوں میرا وکیل جوابدہی کریگا عذر مسموع نہ ہوا پھر درخواست کی کہ عدالت میں مجھکو کرسی ملنا چاہیئے ہر چند وکلا نے بھی سفارش کی منظور نہ ہوئی اس کے بعد صاحب ضلع کے یہاں اپیل کیگئی کہ کرسی ملنا چاہیئے منظور نہ ہوئی آخر مولوی صاحب نے ضلع طرفین کی سفارش کرائی اور تاریخ موعود پر معرفت وکیل کی یہ درخواست گذرانی کہ راضی نامہ ہوتا ہے تاریخ مقدمہ ۲۳ اکتوبر منظور فرمائی جاوے حکم ہوا کہ بے حاضری مدعا علیہ منظور نہیں ہو سکتی آخر مولوی صاحب کو حاضر ہونا پڑا اور بامقابلہ طرفین سے ہار بار آ دست نگر ہوگئے ایک طالبعلم کے پاس کہ حاضر ہونے سے عار کرتے آخر خدا نے اس تکبر کو خاک میں ملا دیا آج ۲۰ ستمبر کو فیصلہ ہوگیا کہ کوئی کسیکو علانیہ کافر مردود وغیرہ نہ کہے مگر کہ بیہودہ گردن افراز در خویشتن را بگردن اندازد۔ بہت دن بھی نہ گذرے جو آنکھوں سے دیکھ لیا مامورین اللہ کی اہانت خدا کو پسند آتی ہی نہیں اگر مولوی صاحب کو اب بھی عبرت نہ ہوئی تو ابھی بہت کچھ دیکھنا پڑیگا اپنے اشتہار میں لکھدیا تھا کہ قادیانی کو تیار رہنا چاہیے کہ قہار کا قہر شمال سے نازل ہوگا سو کچھ تو یہ نازل ہوگیا مگر عبرت والے کو یہ بھی تھوڑا نہیں ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔

دوامی جنتری | مرزا عزیز بیگ مسیح احمدی نے ایک صفحہ پر (جو ۱۸ + ۲۲ کا ۸/۱ حصہ ہے) ایک دوامی جنتری شایع کی ہے اس جنتری کی قیمت صرف ۳ روپے اور دو روپیہ کی لینے خریدار کو پچاس فیصدی کمیشن دیا جاوے ملنے کا پتہ مرزا نور محمد بیگ امین بندوبست بھوانی گڈھ ریاست پٹیالہ

کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکا مال و اسباب محفوظ رہے؟

یقیناً کوئی شخص نہیں ہوگا جو اس امر کا خواہشمند نہ ہو کہ اوس کا مال و اسباب محفوظ رہے؟

حفاظت مال و اسباب کیلئے آپ میرے کارخانہ کے بنے ہوئے سٹیل ٹرنکس منگوائیں جنکا ریویو ایڈیٹر الحکم نے بھی کیا ہے اور جو اپنی عمدگی مضبوطی اور خوبصورتی کی وجہ سے سرحد پر بھی جاتے ہیں لکڑی کے صندوقوں کے مقابلہ میں یہ ٹرنکس ہر طرح سے ہلکے پھلکے اور پھر زیادہ مضبوط اور پائدار نہ دیمک کا خطرہ نہ آگ کا اندیشہ سفر میں ہر طرح سے آسانی کے ساتھ اسباب بند کرکے لے جاسکتے ہیں چونکہ یہہ احمدی بھائی کا کارخانہ ہے اسلئے آپ اس میں کسی قسم کے تکلف اور ریاکاری کو انشاء اللہ نہ پائیں گے جو آجکل کی تجارت کا جزو سمجھا گیا ہے جو لوگ ٹرنکوں کی تجارت کرتے ہیں وہ اگر اکٹھے منگائیں گے تو ان کے ساتھ خاص رعایت بھی کیجائے گی مفصل فہرست درخواست کرکے کارخانہ سے منگوالو۔ درخواست کرتے وقت قریب کے ریلوی سٹیشن کا پتہ ضرور لکھیں بلٹی بذریعہ قیمت طلب روانہ کیجاوے گی۔ تمام درخواستیں بنام مستری محمد الدین احمدی مالک کارخانہ یونیورسل ورکس سیالکوٹ شہر کے نام ہونی چاہیئے۔

دار الامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام اور آپکے اہل بیت الحمد للہ خیریت سے ہیں۔ براہین احمدیہ جلد پنجم کا کام تصنیف ہو رہا ہے۔

۲- حضرت حکیم الامۃ بھی الحمد للہ اچھے ہیں آپکے درس قرآن کا وقت مدرسہ کے اوقات کی تبدیلی کیوجہ سے بدل گیا ہے اور صبح کو ہونے لگا۔ اس تبدیلی وقت پر مولوی صاحب فرماتے تھے خوب ہے

وقرآن الفجر کان مشہودا۔

۳- حضرت مخدوم الملۃ کے لئے بدستور دعا کی حاجت اور ضرورت ہے۔

۴- فاضل امروہی کے آنے کی خبر ہے۔

۵- خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب واپس تشریف لیگئے۔ لاہور سے منشی تاج الدین صاحب اور دوسرے احباب حاضر دار الامان ہوئے میر حامد شاہ صاحب اور سیالکوٹی جماعت کے دوسرے آئے ہوئے احباب واپس گئے چوہدری مولا بخش صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ کئی دنوں سے آئے ہوئے ہیں اور بہت سے احباب مختلف جگہ سے آکر سعادت اندوز ہوتے ہیں۔

۶- مدرسہ اور آنہ فنڈ کی رسیدات اگلی اشاعت میں